بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماهنامه

انوار مدینہ

شمارہ : ۴	ربیع الثانی ۱۴۳۱ھ / اپریل ۲۰۱۰ء	جلد : ۱۸

سیّد مسعود میاں	سیّد محمود میاں
نائب مدیر	مدیر اعلٰی

بدلِ اشتراک

پاکستان فی پرچہ ۱۷ روپے.........سالانہ ۲۰۰ روپے

سعودی عرب، متحدہ عرب امارات.....سالانہ ۷۵ ریال

بھارت، بنگلہ دیش .... سالانہ ۲۰ امریکی ڈالر

برطانیہ، افریقہ .... سالانہ ۲۰ ڈالر

امریکہ .... سالانہ ۲۵ ڈالر

جامعہ مدنیہ جدید کا اِی میل ایڈریس

E-mail: jmj786_56@hotmail.com

fatwa_abdulwahid1@hotmail.com

ترسیلِ زر و رابطہ کے لیے

دفتر ''انوارِ مدینہ'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور

اکاؤنٹ نمبر انوارِ مدینہ MCB (0954) 7914-2

فون نمبرات

جامعہ مدنیہ جدید : 042 - 35330311

خانقاہِ حامدیہ : 042 - 35330310

فون/فیکس : 042 - 37703662

رہائش ''بیت الحمد'' : 042 - 36152120

موبائل : 0333 - 4249301

مولانا سیّد رشید میاں صاحب طابع و ناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر

دفتر ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور سے شائع کیا

اس شمارے میں

حرفِ آغاز		۳
درسِ حدیث	حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	۵
ملفوظات شیخ الاسلامؒ	حضرت مولانا ابوالحسن صاحب بارہ بنکویؒ	۱۰
قیامِ پاکستان اور مسلمانانِ برصغیر کے لیے...	حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	۱۵
حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا	حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی صاحبؒ	۳۱
بیاد حضرت مولانا سعید احمد صاحبؒ جلالپوری	جناب پروفیسر میاں محمد افضل صاحب	۳۲
تربیتِ اَولاد	حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانویؒ	۳۳
گلدستۂ احادیث	حضرت مولانا نعیم الدین صاحب	۳۸
وفیات		۴۱
اِسلام میں اِنسان کا مقام	حضرت مولانا مفتی محمد سلمان صاحب منصور پوری	۴۲
پولیو کے قطروں کی مہم آخر کب تک	جناب سیّد رضی الدین صاحب	۴۸
دینی مسائل		۵۰
تقریظ وتنقید		۵۶
اخبار الجامعہ	خدا بخش، متعلم جامعہ مدنیہ جدید	۶۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

سیّد محمود میاں

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّابَعْدُ !

فروری کی بات ہے کہ بوٹس وانا سے تشریف لائے ہوئے ایک دوست کی بیٹی کی شادی میں شرکت کی غرض سے سکھر جانا ہوا روہڑی کے اسٹیشن پر وہ اپنے بڑے بھائی صاحب کے ہمراہ تشریف لائے ہوئے تھے اُن کی گاڑی میں قیام گاہ کی طرف جاتے ہوئے بے ہنگم ٹریفک اَور فخریہ قانون شکنی کے لاتعداد مناظر قومی مزاج کے بگاڑ پر دعوتِ گریہ دے رہے تھے باہر کی دُنیا میں زیادہ عرصہ گزارنے والے ہم وطن ایسی صورتِ حال سے اَور بھی زیادہ گھبراہٹ کا شکار ہوجاتے ہیں نہ سرہاتے بنتی ہے اَور نہ تنقید کرتے۔

حالات پر تبصرہ کرتے ہوئے ایک موقع پر ہمارے غیر ملکی میزبان نے اپنا ایک واقعہ سنایا کہ

''بوٹس وانا میں کسی کام سے لائن میں کھڑا میں اپنی باری کے اِنتظار میں تھا میری نظر اپنے پیچھے کھڑے ایک صاحب پر پڑی، اخبارات میں اُن کی تصویر نظر سے گزرنے کی وجہ سے میں نے اُن کو پہچان لیا وہ بوٹس وانا کی نیشنل اسمبلی کے اسپیکر تھے لائن میں جب میری باری آنے لگی تو مروتاً میں نے اُن کو آگے آنے کی دعوت دی مگر اُنہوں نے میری پیشکش کو مسترد کرتے ہوئے آگے بڑھنے سے اِنکار کر دیا اَور کہا کہ پہلے آپ کا حق ہے۔''

اُن کے اِس واقعہ کو سن کر میں زرد چھڑی والوں کی اَداکاری سے متأثر تو نہ ہوا بلکہ بہت ہی اَفسردہ ہو گیا کہ ہمارے بنائے ہوئے عدل و اِنصاف پر مبنی اِن سنہری اصولوں کو اِن عالمی قزاقوں نے اپنے ملکوں میں رائج کر کے اِن کے ثمرات سے بھر پور فائدہ حاصل کیا جبکہ باہر کی دُنیا بالخصوص مسلمانوں کے لیے ان کے قوانین اور روّیے صرف دَھونس جبر اَور تنگ نظری پر مبنی ہیں، اِس کے باوجود ہماری رعیت اَور اُس کے قائدین کی آنکھوں کو اِن عالمی قزاقوں کی طلسمی چھڑی کی چکا چوند نے خیرہ کر کے مادّی دُنیا کے تاریک گڑھے میں منہ کے بَل ایسے طور پر دھکیل رکھا ہے کہ اُن کو وہی سوجھتی ہے جو وہ سُجھاتے ہیں......اَور بس۔

اگر ہماری قوم اَور اُس کے قائدین اپنے کو فرنگیوں کی ذہنی غلامی سے نکال کر آزاد دماغ سے کام لیتے ہوئے اِسلام کے اعلیٰ اخلاقی اُصولوں کو اپنا لیں تو وقت کے فرعون نہ صرف اُن کے آگے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہو جائیں گے بلکہ دُنیا کی سیادت کے پھر یہی واحد حقدار ہوں گے جن سے اللہ بھی راضی ہوگا اَور اُس کی مخلوق بھی۔

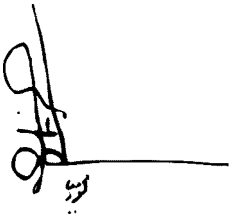

جامعہ مدنیہ جدید کے فوری توجہ طلب ترجیحی اُمور

(۱) زیرِ تعمیر مسجد حامدؒ کی تکمیل

(۲) طلباء کے لیے مجوزہ دَارالاقامہ (ہوسٹل) اور درسگاہیں

(۳) اَساتذہ اور عملہ کے لیے رہائش گاہیں

(۴) کتب خانہ اور کتابیں

(۵) زیرِ تعمیر پانی کی ٹنکی کی تکمیل

ثواب جاریہ کے لیے سبقت لینے والوں کے لیے زیادہ اَجر ہے۔

مولای صل وسلم دائما ابدا علی حبیبک خیر الخلق کلھم

درس حدیث

حضرتِ اقدس پیرومرشد مولانا سید حامد میاں صاحبؒ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِانتظام ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے۔
اللہ تعالیٰ حضرت اقدسؒ کے اِس فیض کو تاقیامت جاری و مقبول فرمائے۔(آمین)

شرکیہ کلمات نہ ہوں تو کسی بھی زبان میں جھاڑ پھونک کی جاسکتی ہے

نظر بد کا علاج ۔ ''ماشاء اللہ'' کا فائدہ

﴿ تخریج و تزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب ﴾

(کیسٹ نمبر 61 سائیڈB 1986 - 08 - 29)

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلٰوۃ والسلام علٰی خیر خلقہٖ سیدنا و مولانا محمد وآلہ واصحابہٖ اجمعین امابعد !

رسول اللہ ﷺ نے جھاڑ پھونک سے منع فرمایا تھا اور پھر ایسے واقعات بھی ہوئے کہ صحابۂ کرامؓ نے جھاڑ پھونک کی، فائدہ ہوا رسول اللہ ﷺ نے وہ سُنا بھی ہے سن کر منع بھی نہیں فرمایا تو وہ ٹھیک ہے گویا اِسلامی نقطۂ نظر سے جو آیات یا صحیح عبارتوں کے ذریعہ جھاڑ پھونک کی جائے معلوم ہوتا ہے کہ بعد میں اُس کی اجازت دی جاتی رہی ہے، مزید بھی اِس کے ثبوت ملتے ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ کریم علیہ الصلٰوۃ والتسلیم نے منع فرمادیا جھاڑ پھونک کرنے سے کہ جھاڑ پھونک کی جو چیزیں ہیں وہ استعمال میں مت لاؤ تو یہ بات تو ظاہر ہے کہ اُن کے پاس اِسلام قبول کرنے سے پہلے جو چیزیں تھیں اِس طرح کی وہ شرک کے دَور کی تھیں کفر کے دَور کی تھیں تو کچھ صحابۂ کرامؓ ایسے تھے جو وہ کرتے تھے اَور مسلمان ہوگئے جب یہ سُنا تو تردُّد ہوا طبیعت میں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آل عمرو ابن حزم یعنی اُن کے رشتہ داریا اُن کی اَولاد میں سے کوئی لوگ آئے اُنہوں نے کہا **یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ اِنَّہٗ کَانَتْ عِنْدَنَا رُقْیَۃٌ نَرْقِیْ بِھَا مِنَ الْعَقْرَبِ**

ہمارے پاس ایک دُعاء تھی جھاڑ پھونک کی جس سے ہم جھاڑا پھونکا کرتے تھے اَور بچھو کا ڈنک بچھو کا ڈسا ہوا کاٹا ہوا ہمارے پاس آتا تھا جھاڑ دیتے تھے وَاَنْتَ نَھَیْتَ عَنِ الرُّقٰی اَور جناب نے منع فرمادیا ہے کہ جھاڑ پھونک کرو ہی مت یا عَنِ الرُّقٰی رُقیوں سے جھاڑ پھونکوں سے منع فرمادیا فَعَرَضُوْھَا عَلَیْہِ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے بات ہوئی ہوگی تو اِرشاد فرمایا ہوگا کہ بتاؤ کیا ہے وہ؟ وہ سُنایا اُنہوں نے فَقَالَ مَا اَرٰی بِھَا بَأْسًا اِس میں کوئی بات نہیں معلوم ہوتی ایسی، کوئی حرج نہیں ہے مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْکُمْ اَنْ یَّنْفَعَ اَخَاہُ فَلْیَنْفَعْہُ [1] تم میں سے جو بھی یہ کر سکے کہ اپنے بھائی کو اگر فائدہ پہنچا سکتا ہے تو ضرور فائدہ پہنچادے۔ تو جن عبارتوں میں جو مثلاً ہندی کی ہیں یا اَور مادری زبانوں میں ہیں مختلف زبانوں میں اُن میں اگر کوئی کلمات شرک کے نہیں آرہے تو کوئی حرج نہیں۔

ایک صحابی ہیں حضرت عوف بن مالک اَشجعیؓ وہ فرماتے ہیں کہ ہم زمانۂ جاہلیت میں جھاڑ پھونک کے ذریعہ علاج کیا کرتے تھے ہم نے عرض کیا کہ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ کَیْفَ تَرٰی فِیْ ذٰلِکَ اِس کے بارے میں جناب کا کیا اِرشاد ہے فَقَالَ اِعْرِضُوْا عَلَیَّ رُقَاکُمْ یہ جو تمہاری جھاڑ پھونکیں ہیں وہ مجھے سُناتے رہو جس کے پاس بھی عمل ہے اِس طرح کا وہ عمل مجھے سُنادے لَابَأْسَ بِالرُّقٰی مَالَمْ یَکُنْ فِیْہِ شِرْکٌ [2] جھاڑ پھونک میں کوئی حرج نہیں ہے جب تک اُس میں شرکیہ کلمات نہ ہوں، ہاں مشرکانہ کلمات اگر ہوں تو پھر ٹھیک نہیں ہے۔

نظر بد کا علاج :

حضرتِ اُمِّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے گھر میں جس دن تشریف لائے تو ایک جاریہ دیکھی بچّی دیکھی فِیْ وَجْھِھَا سُفْعَۃٌ اُس کے چہرے میں سُفْعَۃ تھا تَعْنِیْ صُفْرَۃً زردی ایک طرح کی۔ یا تو زردی چہرے پر ایسی تھی جیسے یرقان والے کے ہوجاتی ہے لیکن سَفْعَۃ یا سُفْعَۃ تو کہتے ہیں جیسے چپت مارنے سے یا کسی جگہ کوئی چیز مارنے سے نشان ہوجائے اِس طرح کا نشان تھا فَقَالَ اسْتَرْقُوْا رسول اللہ ﷺ نے اِس کے علاج کے لیے یہ فرمایا کہ علاج اِس کا جھاڑ پھونک کے ذریعہ کراؤ فَاِنَّ بِھَا النَّظْرَۃَ [3] اِس کو نظر لگی ہوئی ہے۔

---

[1] مشکوٰۃ شریف ص ۳۸۸ [2] ایضًا ص ۳۸۸ [3] ایضًا ص ۳۸۸

ایک اَور جگہ بھی آتا ہے حضرت اَنس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رُخصت دی ہے رسول اللہ ﷺ نے کئی طرح کی جھاڑ پھونکوں کی۔ ایک تو یہ ہے کہ نظر لگ جائے کسی کو، دُوسرے کوئی جانور ڈس جائے کاٹ لے اَور تیسرے نَمْلَةٌ ۱ . " نَمْلَةٌ " کہتے ہیں "سُرخباد" بھی کہتے ہیں اُس کو، کہتے ہیں ہوتی ہے وہ پہلو میں اَور چیونٹی کے مشابہ ہوتی ہیں پھڑیاں سی ہوتی ہیں وہ پیچھا نہیں چھوڑتیں بہت تنگ کرتی ہیں تو اُس کا بھی علاج فورًا ہوجاتا ہے اگر جھاڑ پھونک کے ذریعے کرایا جائے تو۔ حضرتِ اَنس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنابِ رسول اللہ ﷺ نے اِن اِن چیزوں سے جھاڑ پھونک کی اجازت عنایت فرمائی ہے یہ سب روایات ہیں۔

حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا اَنْ يُّسْتَرْقٰى مِنَ الْعَيْنِ ۲ نظر کسی کو لگ جائے تو اُسے اجازت ہے یہ کہ وہ جھاڑ پھونک کے ذریعے اُس کا علاج کرالیں۔

اِن تمام روایات کی وجہ سے جواَب مسئلہ بنا یہ کہ جو کلمات عربی کے نہ ہوں کسی مادری زبان کے ہوں تو اُن کو دیکھ لیا جائے کہ اُن میں کوئی شرک کی بات تو نہیں ہے یا شرک کے مشابہ کوئی بات ہے تو اُس کی اصلاح کردی جائے اُس حصے کی، تاثیر وہی رہتی ہے دُعاء کی پھر بھی۔

"دُہائی" کا مطلب اَور استعمال کا طریقہ :

یہ ہم نے تجربہ بھی کیا ہے اِس کا کہ اُس میں جو غلط کلمات ہوں اگر وہ بدل دیے جائیں تو پھر بھی وہ تاثیر ٹھیک رہتی ہے اَور فرق نہیں پڑتا جیسے کہ بعض جھاڑ پھونکوں میں آتی ہے دُہائی فلاں کی، اَب "دُہائی" کو علماء منع کرتے ہیں کہ یہ دُہائی کا لفظ جو ہے دُہائی اللہ کی کہنا تو ٹھیک ہے باقی دُہائی کسی اَور مخلوق کی منع ہے یہ نہیں ہونا چاہیے، اَب دُہائی کے بجائے اگر کہہ دیا جائے بِحَقِّ فُلاں یا بِجَاہِ فُلاں تو پھر بھی وہ اَثر رہتا ہے اُس میں کوئی فرق نہیں پڑتا وہ دُعاء اُسی طرح مفید رہتی ہے اَور یہ غلط کلمات جو ہیں وہ بھی ہٹ جاتے ہیں۔ اگر غلط کلمات ہیں ہٹا کر دیکھیں کہ وہ تاثیر رہتی ہے یا نہیں؟ اگر غلط کلمات نہیں ہیں تو پھر وہ بالکل جائز ہی ہے خود بھی اُس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ رسول کریم علیہ الصلٰوۃ والتسلیم نے اُن کلمات کی اجازت دی ہے جو نہ قرآن میں ہوں نہ حدیث میں ہوں مادری زبان میں ہوں اِسی لیے فرمایا کہ مجھے تم سُنا دیا کرو کہ تم کیا پڑھتے ہو فلاں چیز کے لیے کیا فلاں کے لیے، وہ سن کر پھر آپ اجازت دیتے رہے ہیں یا منع فرماتے رہے ہیں سُنتے

---

۱ مشکوٰۃ شریف ص ۳۸۸ ۲ ایضًا ص ۳۸۸

رہے ہیں بات آپ، اَور اجازت دینا ثابت ہے۔

دُوسرے وہ ہے جھاڑ پھونک جو قرآن پاک کی آیات کے ذریعہ ہو اُس میں کوئی حرج نہیں بلکہ وہ صحابی نے وہاں جو اپنا طے کیا تھا بکری کا ریوڑ وہ بھی رسول اللہ ﷺ نے جائز قرار دیا منع نہیں فرمایا اُس کو۔ تو اِس طرح سے آنکھ کے بارے میں نظر جو لگ جاتی ہے اُس کو فرمایا اَلْعَیْنُ حَقٌّ یہ نظر لگنا بالکل حق ہے فَلَوْ کَانَ شَیْءٌ سَابَقَ الْقَدْرَ سَبَقَتْہُ الْعَیْنُ اگر کوئی چیز ایسی ہوتی دُنیا میں کہ جو تقدیر پر غالب آجائے تقدیر سے آگے بڑھ جائے تو یہ نظر ایسی چیز ہے کہ اِسے یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ اِتنی قوت رکھتی ہے وَاِذَا اسْتُغْسِلْتُمْ فَاغْسِلُوْا [1] جب تم سے یہ کہا جائے کہ اپنے ہاتھ پاؤں دھودو تو دھو دیا کرو۔ اَب اِس میں یہ ہے کہ ایک عمل تھا پرانا طریقہ چلا آرہا تھا کہ اگر کسی کے نظر لگ گئی ہو کسی کی یہ پتا ہو کہ اِس کی نظر لگی ہے بعض لوگ معروف ہوتے ہیں نظر اُن کی لگتی ہے بہت سخت بعض ایسے معروف ہوتے ہیں چنانچہ واقعات ہیں ایسے ایک نے ایک جہاز کو دیکھا وہ جہاز بیچ سے ٹکڑے ہوگیا پسند آیا تھا اُس کو وہ جہاز اَور وہ کہتے ہیں دُوسرا آدمی تھا اُس نے کہا کہ کیسی عجیب نظر اِس کی لگتی ہے تو پھر جس نے نظر لگائی تھی وہ اَندھا ہو گیا تو اِس کی اُسے لگ گئی نظر ایسے ہوتا ہے۔

"بَارَکَ اللّٰہُ" اَور "مَاشَاءَ اللّٰہُ" کا فائدہ :

ہاں اگر بَارَکَ اللّٰہُ وغیرہ کہہ لیں اُس کو دیکھ کر جو چیز پسند آئی ہو پھر یہ نہیں ہوتا پھر اَثر نہیں پڑتا تو صحابۂ کرامؓ میں ایک صاحب تھے اُن کی نظر لگا کرتی تھی۔ اَب جس کو پتا ہو کہ میری نظر لگتی ہے تو اُسے خود احتیاط کرنی چاہیے کہ اِتنے غور سے نہ دیکھے، یہ کسی قسم کی طاقت ہے جو ضرر رسانی کی ایک قوت ہے اَور آنکھ کے ذریعے سے ریڈیائی طریقے پر جیسے کوئی چیز منتقل ہو جائے ایسے وہ اَثر اَنداز ہوتی ہے اَثر بھی بہت شدید ہوتا ہے اُس کا۔

رسول اللہ ﷺ کے پاس وہ صحابی دُوسرے جنہیں نظر لگی تھی آئے رسولِ کریم علیہ الصلٰوۃ والتسلیم نے اُن کو بلایا جن کی نظر لگی تھی اُنہیں بلا کر سمجھایا کہ یہ کیا کیا تم نے اُنہوں نے کہا یہ نہا رہا تھا اُس کے بدن پر میری نظر پڑی، بدن مجھے اِس کا بڑا پسند آیا خدا نے اِسے خوش نما بدن دیا ہے جلد، کھال، رنگ اُس کا عجیب تھا

---

[1] مشکوٰۃ شریف ص ۳۸۸

بس وہ مجھے پسند آیا اُس پر میری نظر اِس طرح سے پڑی پھر رسول اللہ ﷺ نے اِس کو سمجھایا کہ یہ کیا کیا تم نے تمہیں جب نظر پڑی تھی پسند آیا تھا تو بَارَکَ اللّٰہُ وغیرہ اِس طرح کے کلمات کہہ لیتے[1] طریقہ بتلاتے بھی ہیں مَاشَاءَ اللّٰہُ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ یہ اگر کہہ لیا جائے تو بھی نظر نہیں لگتی دُرُود شریف پڑھ لیا جائے تو بھی نظر نہیں لگتی کئی چیزیں ایسی ہیں جو تجربات سے ثابت ہوئی ہیں کہ جس کی نظر لگتی ہو وہ خود بھی کہہ لے تو پھر نظر نہیں لگے گی یہ نقصان نہیں پہنچے گا۔

رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے جو علاج اُس وقت اُن کو بتلایا اَور ویسے بھی وہ علاج ہے جس کو شدید قسم کی نظر لگ گئی ہو تو وہ ہے کہ اُس کا ہاتھ پاؤں منہ یہ دھوئے دھو کر پھر وہ پانی اِس کے استعمال میں لایا جاتا ہے کسی طرح سے جسے نظر لگی ہو بس وہ ختم ہو جائے گی ۔اَب یہ کسی سے کہا جائے کہ تیری نظر لگی ہے اَور تو اِس طرح کرلے گویا مطلب یہ کہ پہلے وہ اپنے ہاتھ پاؤں دھولے بالکل صاف ہوں پہلے دھوئے ہوئے ہوں اُس کے اُوپر پانی پھرا کر گویا لے لیا جائے وہ پانی استعمال میں لایا جاتا ہے اُس کے جسے نظر لگی ہو تو وہ بالکل نظر اُتر جاتی ہے ٹھیک ہو جاتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے یہاں حکم فرمایا ہے کہ اِذَا اسْتُغْسِلْتُمْ فَاغْسِلُوْا جب تم سے کہا جائے کہ دھودو تو تم دھو دیا کرو اپنے اعضائے بدن جب کہا جائے کہ دھودو تو دھو دیا کرو تو وہ استعمال کرلیتا ہے جو مریض ہو اُس کو فوری طور پر شفاء حاصل ہو جاتی ہے شفاء بھی کُلّی حاصل ہوتی ہے۔تو آقائے نامدار ﷺ نے تمام ہی قسم کے علاج بتلا دیے ہر ایک علاج کے بارے میں ہدایات عنایت فرمادیں اُمت کو تعلیم فرمادی۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو آخرت میں آپ کا ساتھ نصیب فرمائے، آمین۔اختتامی دُعاء ......

---

[1] مشکوٰۃ شریف ص ۳۹۰

ملفوظات شیخ الاسلام

حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنی رحمہ اللہ

﴿ مرتب : حضرت مولانا ابوالحسن صاحب بارہ بنکوی رحمہ اللہ ﴾

(5) وہ (جماعت اسلامی) احادیثِ صحیحہ کے راویوں اَور ائمہ حدیث کو مجروح اَور غیر ثقہ بتاتی ہوئی اقوالِ ضعیفہ یا غیر ظاہر المراد اَقوالِ صحیحہ یا اُن جیسے خود غرض اہلِ ہوا دُشمنوں کے اَقوال کو پیش کرتی ہے مشاہیر عالم ائمہ ثقات کو غیر قابل اعتبار قرار دیتی ہے حالانکہ اِس سے تمام ذخائر اَحادیث بالکل فنا ہو جاتے ہیں لَعَنَ اٰخِرُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَوَّلَهَا کا سماں پیش آجاتا ہے۔

(6) وہ تقلیدِ شخصی کو نہایت گمراہی اَور ضلالت قرار دیتی ہے حالانکہ یہ اَمر آیاتِ قرآنیہ فَاسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ ...... وَاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ...... وَمَنْ يَّتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ (الآية) کی بناء پر فی زمانہ (جبکہ اہلِ علم وجامعین شروط اجتہاد معدوم ہیں جیسا کہ چوتھی صدی کے بعد سے آج تک احوال اَور وقائع بتا رہے ہیں) تمام مسلمانوں پر تقلید واجب ہے اَور تارکِ تقلید نہایت خطرہ اور گمراہی میں مبتلا ہے اِس سے ایسی آزادی کا دروازہ کھلتا ہے جو کہ دین اَور مذہب سے بھی بیگانہ بنا دیتا ہے اَور فسق وفجور میں مبتلا کر دینا تو اِس کا معمولی اَثر ہے۔

(7) وہ ائمہ اَربعہ امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی اَور امام احمد رحمہم اللہ کی تقلید کو گمراہی اَور حرام بتلاتی ہے حالانکہ یہ ائمہ کرام اپنے زمانہ میں آفتاب ہائے ہدایت وتقوی وعلوم دینیہ اَور فقہ کے نہایت روشن چراغ اَور اِنابت الی اللہ کے درخشاں ستارے ہیں اِن کی تقلیدِ شخصی پر چوتھی صدی کے بعد تمام اُمتِ مسلمہ کا اجماع ہے۔

(8) وہ ہر پروفیسر اَور عامی کی رائے کو آزادی دیتی ہے کہ وہ اپنے مذاق اَور اپنی رائے کو عمل میں لائے اَور مسلمانوں کو اِس پر چلائے، خواہ اِس سے سلفِ صالحین کے مذاق اَور رائے کو کتنا ہی خلاف کیوں نہ ہو حالانکہ منکرینِ تقلید بھی اِس کے مخالف ہیں، اُن کو بھی تجربہ کے بعد اِس کی مضرتوں کا قوی احساس ہوا ہے۔

مولانا محمد حسین صاحب مرحوم بٹالوی جو کہ غیر مقلدوں کے نہایت جوشیلے امام تھے اَور عدمِ تقلید کے زوردار حامی اَور ہندوستان میں اِس کے پھیلانے والے تھے، اپنے رسالہ اشاعت السنہ جلد دوم ص ۵۱، ۵۲ و ۵۳ میں لکھتے ہیں :

''پچیس برس کے تجربہ سے ہم کو یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ جو لوگ بے علمی کے ساتھ مجتہدِ مطلق اَور تقلیدِ مطلق کے تارک بن جاتے ہیں وہ آخر اِسلام کو سلام کر بیٹھتے ہیں، اُن میں سے بعض عیسائی ہوجاتے ہیں اَور بعض لامذہب جو کسی دین و مذہب کے پابند نہیں رہتے اَور احکامِ شریعت سے فسق و خروج تو آزادی کا اَدنیٰ نتیجہ ہے، اِن فاسقوں میں بعض تو کھلم کھلا جمعہ، جماعت، نماز، روزہ چھوڑ بیٹھتے ہیں، سود و شراب سے پرہیز نہیں کرتے اَور بعض جو کسی مصلحتِ دُنیاوی سے فسقِ ظاہری سے بچتے ہیں وہ فسقِ مخفی میں سرگرم رہتے ہیں، ناجائز طور پر عورتوں کو نکاح میں پھنسا لیتے ہیں، ناجائز حیلوں سے لوگوں کے مال اَور خدا کے مال وحقوق کو دَبا رکھتے ہیں، کفر و اِرتداد و فسق کے اسباب دُنیا میں اَور بھی بکثرت موجود ہیں مگر دین داروں کے بے دین ہوجانے کے لیے بے علمی کے ساتھ ترکِ تقلید بڑا بھاری سبب ہے الخ (مختصرًا)۔''

جس ''بے علمی'' کو مولانا محمد حسین صاحب بٹالوی مذکور نے ذکر فرمایا ہے، وہ تو اِس زمانہ میں عام طور پر اہلِ علم میں بھی موجود ہے بالخصوص پروفیسر اَور انگریزی تعلیم یافتہ حضرات میں، یہ حضرات تو علومِ اسلامیہ اَور فنونِ عربیہ اَور اَدبِ عربی سے اِسی طرح ناواقف ہیں جس طرح عوام مسلمین اَور اگر کسی میں قدرے شُدبُد موجود بھی ہے تو وہ بمنزلہ عدم ہے، عموماً یہ حضرات اُردو، فارسی یا انگریزی ترجموں سے کام لیتے ہوئے پائے جاتے ہیں، اُن میں سے جو لوگ کسی یونیورسٹی میں خواہ ہندوستانی ہوں یا یورپین عربی کے ایم، اے اَور فاضل بھی ہیں، وہ عربی درسگاہوں کے سامنے بمنزلہ طفلِ مکتب ہیں، نہ صحیح عبارت عربی قواعد کے مطابق پڑھ سکتے ہیں اَور نہ لکھ سکتے ہیں اَور نہ بے تکلف بول سکتے ہیں۔ اَور اگر بعض چیدہ اشخاص میں ایسی قابلیت بھی پائی جاتی ہے تو وہ اُن دیگر علوم سے یقیناً بے بہرہ ہوتے ہیں جن پر اجتہاد فی الدین کے علاوہ اَدبِ عربی کا مدار ہے، چنانچہ مشاہدہ اَور تجربہ ہے ایسی صورت میں اُن پروفیسروں کو اجتہاد اَور ترکِ تقلید کرنا اَور اِس کی

اجازت دینا سراسر دین اَور شریعت کی جڑ کھودنا اَور ضلالت اَور گمراہی کو پھیلانا ہے ہم نے خود اِس زمانہ کے مجتہدینِ مطلق کو آزما کر دیکھا ہے۔

(9) وہ جماعت طرق تصوف اَور سلوک اَور اُس کے اعمال کو جاہلیت اَور اِلحاد و زندقہ قرار دیتی ہے، اِس کو بدھ اِزم اَور یوگ بتاتی ہے، حالانکہ یہی طرق اَور اعمال ہیں کہ فی زمانِنا اِسلام اَور اعمال کی تکمیل اَور احسان کی مامور بہ کی تحصیل اَور عبودیتِ کاملہ کا اِستحصال بغیر اِن کے اِسی طرح غیر ممکن ہے جیسے کہ فی زمانِنا قرآن کا صحیح پڑھنا بغیر زَبر، زیر، پیش، جزم و تشدید اَور بغیر تجوید غیر ممکن ہے جیسے کہ قرآن و حدیث کا فی زمانِنا سمجھنا اَور اَدبیت عربی کا حاصل کرنا بغیر صرف و نحو، معانی و بیان بدیع و کتب لغت غیر ممکن ہے، قرونِ اُولیٰ کو تلاوتِ صحیحہ اَور فہم معانی میں اِن چیزوں کی حاجت نہ تھی۔

مگر آج ہم کو بغیر اِن کے کوئی کامیابی حاصل ہی نہیں ہوسکتی بلکہ خود ملکِ عرب اَور عراق و شام و مصر کے باشندے بھی (جن کی مادری اَور روزمرہ کی بول چال عربی ہے) اِن علوم کے آج ہماری طرح محتاج ہیں۔ کم و بیش کا فرق دُوسری بات ہے، اختلاط بالعجم نے اِن کو عجمی بنادیا ہے، زمان ہائے قدیمہ اَور قرونِ اُولیٰ میں احسان اَور عبدیتِ کاملہ قربِ زمانہ نبویہ کی بناء پر اِن طرق اَور اعمال کی محتاج نہ تھی مگر آج بغیر اِن کے اِن مامور بہا کمالات کا حاصل کرنا عادتاً غیر ممکن ہوگیا ہے، اِن کو ''یوگ'' قرار دینا سراسر ظلم اَور ناانصافی ہے۔

(10) وہ سلفِ صالحین اَور اولیاء اللہ سابقین کی شان میں نہایت زیادہ زبان درازی کرتی ہوئی سخت گستاخانہ لفظ استعمال کرتی ہے اَور اِن کو عوام الناس میں نہایت ذلیل و خوار کرتی ہے حالانکہ جنابِ رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا ہے : مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ اور دُوسری جگہ اِرشاد فرمایا ہے : اُذْكُرُوْا اَمْوَاتَكُمْ بِخَيْرٍ اَور تیسری جگہ اِرشاد فرمایا ہے: لَعَنَ اٰخِرُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَوَّلَهَا جس سے تحذیر مقصود ہے۔

(11) وہ حضرت مجددالفِ ثانی، حضرت شیخ سرہندی قدس اللہ سرہ العزیز حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی قدس اللہ سرہ العزیز اَور اُن کے اَتباع و اَحفاد اَور دیگر ائمہ ہُدیٰ حضرت معین الدین چشتی، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی اَور حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی قدس اللہ اسرارہم ائمہ طریقت کو مسلمانوں میں افیون و ضلال و گمراہی کے انجکشن دینے والے اشخاص بتلاتی ہے حالانکہ وہ اَکابر اَور اسلافِ کرام ہیں جنہوں نے

تمام دُنیائے اِسلام میں دین اَور سنت کو زندہ کیا اَور اِن کے فیوض و برکات سے لاکھوں اَور کروڑوں اِنسانوں کو وصول الی اللہ اَور حقیقی تقوی کی نعمت حاصل ہوئی، اِن کے آثر اَور برکات سے تواریخ کے صفحات بھرے ہوئے ہیں۔

(12) وہ مذکورہ بالا مشائخِ طریقت رحمہم اللہ تعالیٰ کو یوگ اَور بدھ اِزم اَور ضلالت کے پھیلانے والی بتاتی ہوئی اُن کی تذلیل کرتی ہے، حالانکہ اعمالِ طریقت خواہ نقشبندیہ کے ہوں یا چشتیہ، قادریہ، سہروریہ وغیرہ کے یوگ اَور بدھ اِزم سے کوسوں دُور ہیں۔ طریقت کی تعلیم سراسر کتاب اللہ اَور سنتِ رسول اللہ ﷺ سے ماخوذ ہے اَور توحید و رسالت کی تعلیم اَور جنابِ رسول اللہ ﷺ کے اعمال و احوال سے بھری ہوئی ہے اِس میں جنابِ رسول اللہ ﷺ کے قدم بقدم چلنے کی سخت تاکید ہے، جس میں حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے مکاتیب شاہدِ عدل ہیں۔ دیکھو تصانیف امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ و تصانیف حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ اَور عوارف المعارف اَور فتوح الغیب وغیرہ۔

(13) وہ علماء ظاہر اَور محافظین علومِ شرعیہ کی شان میں گستاخی کے الفاظ استعمال کرتی ہوئی عوام کو اُن سے متنفر کرتی ہے، اُن کی تذلیل و توہین عمل میں لاتی ہے اَور اُن کو غیر قابلِ اعتماد ٹھہراتی ہے اَور مسلمانوں کو نئے اسلام اَور اُس کے لیڈر کی تقلید اَور تابعداری کی طرف لے جاتی ہے، حالانکہ اِس پُرآشوب پُرفتن زمانہ میں جبکہ فسق و فجور اَور الحاد و کفر ہوا پرستی اَور خواہشاتِ نفسانی کا چاروں طرف دور دَورہ ہے، خدا اَور رسول سے لوگ دُور ہوتے جارہے ہیں اَور شریعت کو پس پشت ڈالتے جارہے ہیں ضروری تھا کہ محافظینِ شرع اَور مبلغینِ دین و ہدایت کا وقار عوام میں قائم کیا جاتا اَور احیاءِ دین اَور اتباعِ شریعت کی صورتیں پیدا کی جاتیں، عوام کے اَذہان میں اِس کے برعکس توہین اَور تذلیل کو جمانا دین کو مٹانے کے مترادف ہے۔

یہی طریقہ تمام مبتدعہ نے ہمیشہ سے جاری کر رکھا ہے یہی طریقہ نیچریوں، قادیانیوں اَور خاکساروں وغیرہ نے اختیار کیا، بلکہ مشرقی کا رسالہ ماہواری ''مولوی کا ایمان'' تو اِس باب میں خوب کھیل کھیلا۔ اَور ہر مبتدعہ اَور ضال اپنے عیوب کو چھپانے اَور اپنی ضلالت و گمراہی کو پھیلانے کے لیے یہی طریقہ عمل میں لاتا رہتا ہے۔

(14) وہ اَحادیثِ صحیحہ کو صرف اپنی عقل اَور مذاق سے مجروح قرار دے کر عام مسلمانوں کو اُن

سے منحرف کرتی ہے حالانکہ سلفِ صالحین، صحابہ کرام، تابعینِ عظام قرون مشہود لہا بالخیر نے اِن کو قبول فرمایا ہے اَور اپنے مذاق کو ہم کتنا ہی درجہ عطا کریں مگر ناقص اَور نارسا ہی ہیں، جن پر تجربہ اَور واقعات شہادت دیتے ہیں احمق سے احمق شخص بھی اپنی عقل کو اَور سمجھ کو سب سے اعلیٰ خیال کرتا ہے۔

گراز بسیط زمیں عقل منعدم گردد بخود گماں نہ برد ہیچ کس کہ نادانم

(15) وہ مثل خوارج اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ اور مَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰہُ کا لیبل لگا کر مسلمانوں کو کافر قرار دیتی ہے حالانکہ یہ اُس کی غلط تاویلات اَور بے ربط توجیہات کا ثمرہ اَور کَلِمَۃُ حَقٍّ اُرِیْدَ بِھَا الْبَاطِلُ کا نتیجہ ہے نیز سلف صالحین کے آراء اَور اعمال سے بغاوت اَور اِنحراف ہے۔

(16) وہ چکڑالوی کی طرح ذخیرہ اَحادیث دین متین کو (معاذ اللہ) ناقابل اعتبار قرار دیتی ہے اگر چہ وہ اَخبار آحاد ہی کیوں نہ ہوں، حالانکہ ابتداء اسلام سے لے کر آج تک اِن کو اصول دین قرار دیا گیا ہے اَور بہ نسبت روایاتِ تاریخیہ اِن کو زیادہ قابلِ اعتماد سمجھا گیا ہے۔

(17) وہ مثل فرقہ قادیانیہ اپنے قائدِ اعظم اَور امیر کو ایسا مختار بتاتی ہے کہ اپنے مذاق سے جس حدیث کو چاہے قابل اعتماد قرار دے اَور جس کو چاہے ردّی کی ٹوکری میں پھینک دے حالانکہ ایسی مطلق العناء رائے اَور حکم میں نہ کسی میں پہلے قرونِ مشہود لہا بالخیر مانی گئی اَور نہ اِس زمانہ فتنہ وفساد میں مانی جا سکتی ہے۔ انابت کاملہ اور علم کامل عنقاء ہو رہے ہیں بلکہ حسبِ ارشاد حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مَنْ کَانَ مِنْکُمْ مُسْتِنًّا فَلْیَسْتَنَّ بِمَنْ قَدْ مَاتَ فَاِنَّ الْحَیَّ لَا یُؤْمَنُ عَلَیْہِ الْفِتْنَۃُ ایسا اَمر موجودہ دور کے اشخاص میں اِنتہائی ضلالت اَور گمراہی کا پیش خیمہ ہے۔

(18) وہ ذخائر فقہ کو غلط اَور ذخیرۂ ضلالت بتلاتی ہوئی ترمیم اَور اصلاح اَور حذف کا حکم دیتی ہے اَور مسلمانوں کے آج تک تیرہ سو برس کے عملدر آمد کو جاہلیت اَور گمراہی بتلاتی ہے اَور گزشتہ سب مسلمانوں کو غیر ناجی کہتی ہے حالانکہ یہ ایسا فتنہ ہے جس پر جس قدر اَفسوس اَور رنج کیا جائے کم ہے۔

(19) وہ مثل معتزلہ اَور روافض وغیرہ اپنے سائن بورڈ وغیرہ پر ''حقیقی توحید کا دفتر'' جماعتِ موّحدین ''حقیقی کا مین اسلام'' اَور اِس کے مرادف الفاظ لکھتی ہے جس طرح معتزلہ اپنے آپ کو اصحاب العدل اَور اصحاب التوحید کہتے اَو لکھتے تھے۔ شیعہ اپنے آپ کو ''مُحبّین اہل بیت'' لکھتے ہیں (باقی صفحہ ۳۰)

علمی مضامین سلسلہ نمبر ۳۷ ، قسط : ۳

''الحامد ٹرسٹ''نزد جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ لاہور کی جانب سے شیخ المشائخ محدثِ کبیر حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اہم خطوط اور مضامین کو سلسلہ وار شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جو تا حال طبع نہیں ہو سکے جبکہ ان کی نوع بنوع خصوصیات اس بات کی متقاضی ہیں کہ افادۂ عام کی خاطر اِن کو شائع کر دیا جائے۔ اسی سلسلہ میں بعض وہ مضامین بھی شائع کیے جائیں گے جو بعض جرائد و اخبارات میں مختلف مواقع پر شائع ہو چکے ہیں تاکہ ایک ہی لڑی میں تمام مضامین مرتب و یکجا محفوظ ہو جائیں۔ (اِدارہ)

قیامِ پاکستان اَور مسلمانانِ برِصغیر کے لیے

علماءِ دیوبند کا بے داغ کردار

''جمعیت علماءِ ہند کا موقف'' اَور اُس کی وضاحت

ہم نے جمعیت علماءِ ہند کا فارمولا بزبان مولانا حفظ الرحمٰن صاحب سیکر یٹری جمعیۃ علماءِ ہند بیان کر دیا ہے اَور اُن کے پیشِ نظر فارمولے کی بناء پر جو نقشہ بنتا تھا وہ بھی دے دیا تھا۔ اَب جمعیۃ اَور مسلم لیگ کے نظریات اَور فارمولوں پر قدرے تفصیلی نظر ڈالتے ہیں۔

نوٹ : کچھ عرصہ سے ملکی روزناموں میں بلا وجہ اَکابر علماءِ دیوبند بالخصوص شیخ العرب والعجم حضرت اَقدس مولانا السیّد حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ پر بے بنیاد اِلزامات لگائے جا رہے ہیں اَور اُن کی اعلیٰ سیاسی بصیرت کو جانبدارانہ اَور بے وزن تجزیوں کے ذریعہ بڑی بے اِنصافی سے داغدار کر کے نئی نسل کو گمراہ کرنے کی کوششیں کی جا رہی ہیں جبکہ ملک و قوم سے وفاداری اَور اُس کے لیے جان و مال کی قربانیاں دینا، جیلیں کاٹنا اَور ہندوستان کے عوام میں جذبہ آزادی بیدار کر کے تحریک کو ایسے مقام تک لے جانا جس کے نتیجہ میں ہندوستان پر غاصبانہ قبضہ کرنے والے فرنگیوں کو یہاں سے بوریا بستر گول کر کے راہِ فرار اِختیار کرنا پڑی اُن کے اخلاص و پاکیزہ کردار اَور اُولوالعزمی پر شاہدِ بین ہیں۔
اِس لیے ضرورت محسوس کی جا رہی ہے کہ آج سے ۲۵ برس قبل قطب الارشاد حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمہ اللہ سابق مرکزی اَمیر جمعیت علماءِ اِسلام کا تحریر فرمودہ مضمون شائع کر دیا جائے جس میں تحریکِ آزادی سے لیکر تا دمِ تحریر مدلل اَور باحوالہ سیاسی حقائق بہت سہل اَنداز میں بیان کیے گئے ہیں۔ (اِدارہ)

جمعیۃ علماءِ ہند کا موقف یہ تھا کہ اِس وقت درحقیقت پاکستان بننے والے پورے پورے صوبوں سمیت جو بنگال و آسام اَور پنجاب ملا کر ہوتے تھے مجوزہ پاکستان میں مسلمانوں کی کل تعداد پانچ کروڑ اِکیانوے لاکھ بنتی تھی اَور باقی اَقلیت والے صوبوں میں تین کروڑ اُنتیس لاکھ رہتی تھی (گو جوشِ بیان میں مسلم لیگ کے مقرر حضرات یہ کہا کرتے تھے کہ پاکستان میں مسلمانوں کی تعداد ساڑھے سات کروڑ ہوگی اَور ہندوستان میں ڈھائی کروڑ رہ جائیں گے) آئندہ آنے والا نقشہ ملاحظہ فرمائیں گے تو ہر صوبہ میں ہندو مسلم تناسب کی تفصیل وار تعداد سامنے آجائے گی۔

اَکابر جمعیۃ علماءِ ہند کو اِس نقطۂ نظر سے سخت اِختلاف تھا کہ فقط کسی خاص علاقے کے مسلمانوں کو تو فائدہ پہنچ جائے اَور دُوسرے علاقے کے مسلمانوں کو قربان کر دیا جائے۔ اُن کے نزدیک یہ طریقہ مسلمانوں کے مسائل کا حل نہیں تھا مثلاً قائداعظم نے کانپور میں اسٹوڈینٹ فیڈریشن کے جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے حسبِ ذیل الفاظ فرمائے تھے :

''میں مسلم اکثریت کے ساڑھے سات کروڑ مسلمانوں کی آزادی کی خاطر مسلم اَقلیت والے صوبوں کے ڈھائی کروڑ مسلمانوں کو قربان کر کے اُن کے مراسم تجہیز و تکفین اَدا کرنے کو تیار ہوں۔'' (مدینہ ۹ رجولائی ۴۴ء۔ کشفِ حقیقت ص ۵۸)

اَور احمد آباد کی تقریر میں فرمایا :

''اقلیت والے صوبوں پر جو گزرتی ہے گزر جانے دو لیکن آؤ ہم اپنے اُن بھائیوں کو آزاد کرادیں جو اکثریت کے صوبوں میں ہیں تاکہ شریعتِ اسلامی کے مطابق وہاں آزاد حکومت قائم کر سکیں۔'' (ایمان لاہور مورخہ ۲۸ر فروری ۱۹۴۰ء پاکستان نمبر بحوالہ کشفِ حقیقت ص ۵۹)

''کشف حقیقت'' میں تحریر ہے جس کا یہ خلاصہ ہے کہ :

''اِس طرح گویا تین کروڑ اُنتیس لاکھ مسلمانوں کو موت کے گھاٹ اُتارنا ہوا'' جان مال مذہب کلچر زبان تجارت صنعت وغیرہ سب خطرے میں پڑ جائیں گے۔ غیر مسلم اُن کو اسپینیوں کی طرح مظالم کر کے اُن کو معاذ اللہ ''شُدھی'' کرلیں یا اُن کو صفحۂ ہستی سے

مِٹا ڈالیں اَور اِس طرح اُنہیں اِرتداد کی بھٹی میں خود جھونک دیا جائے اَور اُن کا حل نہ نکالا جائے۔''

مسلمان کو جنابِ رسول اللہ ﷺ نے خانۂ کعبہ سے بھی زیادہ اللہ تعالیٰ کے یہاں محترم اَور قابلِ وقعت بتلایا ہے اَور یہ بھی اِرشاد فرمایا ہے لَزَوَالُ الدُّنْیَا اَھْوَنُ عَلَی اللّٰہِ مِنْ قَتْلِ رَجُلٍ مُّسْلِمٍ (یعنی تمام دُنیا کا نیست و نابود ہو جانا اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک مسلمان کے قتل سے کم اَور اَدنیٰ ہے) چہ جائیکہ اِتنی بڑی تعداد کو اُن کی عزت آبرو اہل وعیال کو خود بربادی کی نظر کر دیا جائے۔ اِس لیے اَکابرِ علماءِ ہند کے نزدیک ایسا خاکہ نا قابلِ قبول تھا۔

اَکابرِ جمعیۃ علماء کہتے تھے مسلم اقلیت والے علاقوں میں اگر مسلمانوں سے زیادتی ہوگی تو یہ جائز نہ ہوگا کہ مسلم اَکثریت والے علاقہ کی غیر مسلم رعایا سے اِس کا بدلہ لیا جائے۔

دیگر وجوہ (کشفِ حقیقت ہی سے) اِس مسئلہ پر اَور گزشتہ مسئلہ پر جس کا مدار اَور جس کے نتائج کا انحصار تناسب آبادی پر تھا شدید اختلاف تھا کیونکہ پاکستانی علاقہ میں مسلم اَکثریت برائے نام ہوتی جو ہندو پریس مال و دولت پروپیگنڈے کے آگے بے اَثر ہوتی۔ اَور اگرچہ مسٹر جناح کا مذکورہ بیان پاکستان میں اِسلامی حکومت کی خبر دے رہا ہے مگر بعد کے بہت سے بیانات میں اِسلامی حکومت نہیں تھی بلکہ ۴۵ء سے وہ جمہوریت کے حق میں ہوگئے تھے۔ قائداعظم نے نمائندہ نیوز کرانیکل لندن کو بیان دیتے ہوئے فرمایا :

''پاکستان کی حکومت جمہوریت کے طریقہ پر ہوگی۔ ہندو اَور مسلمان اپنی آبادی اَور مردم شماری کی حیثیت سے رائے شماری کر کے فیصلہ صادر کریں گے اَور وزارتوں اَور لیجیلیشن (قانون سازی) میں سب حصہ دار ہوں گے۔'' (ڈان۔ مدینہ بجنور ۱۷ر نومبر ۴۵ء ۔کشف ص ۶۲)

اِس کی مزید تفصیل قائداعظم نے ۸ر نومبر ۱۹۴۵ء کو ایسوسی ایٹیڈ پریس آف امریکہ کے نمائندہ کو بیان دیتے ہوئے فرمائی کہ :

''پاکستان ایک جمہوریت ہوگا اَور جداگانہ علاقوں (شمال مغرب حصہ پنجاب و سندھ وغیرہ اَور شمال و مشرق حصہ بنگال و آسام) پر مشتمل ہوگا۔ اِس کی آبادی دس کروڑ

مسلمانوں اَور غیر مسلموں پر مشتمل ہوگی۔ صوبے عصر حاضر کے فیڈرل دستور کے مطابق خودمختار ہوں گے۔

(۲) پاکستان کی بڑی صنعتیں اَور کارخانے سوشلزم کے اصول پر قوم (حکومت) کے قبضہ میں دے دیے جائیں گے۔

(۳) پاکستان کے تمام ہندو مسلم سکھ عیسائی ایک قوم کے اصول پر ترقی کریں گے۔ [1]

(۴) ہندوؤں کے خلاف کسی قسم کی معاشرتی پابندی یا رُکاوٹ نہ ہوگی بلکہ ہندوؤں کے ساتھ اِنسانی مساوات اَور اخوت کے اُصولوں پر کام کیا جائے گا اُنہیں مسلمانوں کے برابر حصہ دیا جائے گا اَور مسلمانوں کا بھائی سمجھا جائے گا۔

(۵) پاکستان میں ایک مسلم پارٹی کی تنہا اِقتدار اَور حکومت نہ ہوگی۔

(۶) بلکہ اپوزیشن کی غیر مسلم جماعت اِن کی اصلاح کے لیے موجود رہے گی اَور مفید ہوگی۔

(۷) اُنہیں یہ محسوس کرادیا جائے گا کہ حکومت میں اِن کا ہاتھ کام کررہا ہے اَور اِن کی نمائندگی موجود ہے اَور اِن کے حقوق محفوظ ہیں۔

(ڈان ۱۰/نومبر ۴۵ء۔ مدینہ ۱۷/نومبر ۴۵ء۔ کشف ص ۶۴)

مسلم لیگ کے دیگر زعماء کے بیانات یہ ہیں :

۲۳/ستمبر ۴۵ء کو علی گڑھ یونیورسٹی کے طلباء کے سامنے تقریر کرتے ہوئے جنرل سیکریٹری مسلم لیگ نوابزادہ صاحب نے فرمایا :

''ہم سے پوچھا جاتا ہے کہ پاکستان کیا ہوگا؟ جواب یہ ہے کہ وہ جمہوریت ہوگی اُس کا دستورِ اساسی اُس کے باشندے خود اپنے دستور سازوں کے ذریعہ بنائیں گے اَور اُن اِداروں کی تشکیل وہ خود کریں گے۔ (منشور ۲۶/ستمبر ۱۹۴۵ء)

---

[1] پاکستان میں فی الواقع ایسا ہی ہوا۔ چیف جسٹس عیسائی کارنیلیس اَور ایک وزیر جوگندر ناتھ منڈل اَور ایک وزیر ظفراللہ قادیانی مقرر کیے گئے اَور افواج کا سربراہ اَنگریز عیسائی (مسٹر گریسی)

اَور میاں بشیر احمد صاحب رُکن ورکنگ کمیٹی لیگ لاہور کے جلسۂ عام میں تقریر کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

''ہمارے قائدِ اعظم بار بار کہہ چکے ہیں کہ پاکستان میں بلالحاظِ مذہب عوام کی حکومت ہوگی، پاکستان میں ہندوؤں اَور سکھوں کو (مسلمانوں کے ساتھ) برابری اَور آزادی دی جائے گی۔'' (منشور ۱۱؍نومبر ۱۹۴۵ء۔کشف ص ۶۵)

جمعیۃ علماء کے اَکابر قائدِ اعظم کے اِن بیانات کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کرتے تھے (جیسا کہ کشف ہی میں ہے) کہ ایسی جمہوری حکومت میں جو یورپین طریقوں پر نشو نما پائے گی۔ ہندو سیاسی پارٹیاں بنا کر سیاسی گٹھ جوڑ کے ذریعہ پاکستان میں بھی برسرِ اقتدار آسکتا ہے۔ مسلمانوں کی پارٹی بازی بعید نہیں اَور ہندو کو اِس سے فائدہ نہ ہونے کی کوئی وجہ نہ ہوگی۔ کرشک پر جاری پارٹی اَور یونینسٹ پارٹی نے مسلم ممبران کو اپنے ساتھ ملا رکھا ہے۔ ہمیشہ مسلم اَکثریت کا ایک طرف رہنا ایک خواب وخیال ہوگا۔ اَور پاکستان کا فارمولا بیکار جائے گا۔

(۲) پاکستانی فارمولا کی بناء پر غیر مسلم اَقلیتیں جو تقسیم کی مخالف ہیں وہ پاکستانی حکومت کو کبھی چین سے حکومت نہ کرنے دیں گی۔ سکھ جاٹ ہندو اِس طرف اَور مشرقی پاکستان میں ہندوؤں کی وہ اِنقلابی پارٹی حکومت کو چین نہ لینے دے گی جس نے تقسیمِ بنگال کی پہلے اِس شدت سے مخالفت کی تھی کہ حکومتِ برطانیہ کو دارالسلطنت کلکتہ سے دہلی منتقل کرنا پڑا اَور ۱۹۱۱ء میں تقسیمِ بنگال منسوخ کرنے کے بعد امن ہوا۔ (کشف ص ۶۵، ۶۶ ملخصًا)

اِس کے برعکس اگر مسلمان پورے ہندوستان کی حکومت میں شریک ہوں تو وہ ستائس فیصد ہوں گے اَور ہندوؤں کی پارٹی بازی سے وہ فائدہ اُٹھائیں گے اَور پورے ہندوستان میں اپنی مجموعی تعداد کی بناء پر ہرگز اِس قدر غیر محفوظ بھی نہیں ہوسکیں گے۔ نہ ہی اُنہیں بنگال کے ہندوؤں اَور مغربی علاقہ کے ہندو سکھ اَور جاٹوں کے پیچیدہ معاملات سے واسطہ پڑے گا۔ اَور مرکز میں جمعیۃ کے فارمولا میں مذہبی تحفظ بھی رکھا گیا ہے لیکن تقسیم کی صورت میں جو مسلمان بقیہ ہندوستان میں رہ جائیں گے وہ صرف گیارہ فیصدی رہ جائیں گے۔

سینسس آف اِنڈیا ۱۹۴۱ء ص ۹۸، ۹۹ حصہ اوّل جلد اوّل مرتبہ ایم ڈبلیو ایم پائیس (سی آئی اے) آئی سی ایس، سینسس کمشنر آف اِنڈیا میں حسبِ ذیل تفصیل ہے :

صوبہ	مسلم آبادی	غیر مسلم آبادی	مجموعہ آبادی
پنجاب	1,62,17,242	1,22,01,577	2,84,18,819
بنگال	3,30,05,434	2,73,01,091	6,03,06,525
سندھ	32,08,325	13,26,683	45,35,008
سرحد	27,88,797	2,49,270	30,38,067
بلوچستان	4,38,930	62,701	5,01,631
آسام	34,42,479	67,62,254	1,02,04,733
میزان	5,91,01,207	4,79,03,576	10,70,04,783

(کشف ص۱۸،۱۹)

کشف ہی میں حضرت مدنی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں :

''جمعیۃ علماء کے فارمولا پر چونکہ صوبہ جات میں داخلی اُمور میں مکمل آزادی تسلیم کی گئی ہے اَور غیر مصرحہ[۱] اختیارات بھی اُن ہی کو دیے گئے ہیں اِس لیے مسلم اَکثریت والے صوبوں میں مسلم اَکثریت کو کسی قسم کا اَندیشہ اپنے مذہب و کلچر زبان وغیرہ کے متعلق اصل سے ہی نہ ہوگا۔ وہ اِسی طرح اطمینان سے رہیں گے جس طرح پاکستان بننے کی صورت میں ہوں گے۔ علی ہذا القیاس اَقلیت والے صوبوں میں داخلی اُمور میں مسلمانوں کی تعداد حسبِ آبادی معتبر ہوگی یعنی یوپی میں تقریبًا ۱۶ فیصدی اَور بہار میں ۱۴ یا ۱۵ فیصدی وغیرہ۔ مگر مرکز میں مسلمان ۲۷ فیصدی ہوں گے کیونکہ ۱۹۴۱ء میں مسلمانوں کی آبادی کی حیثیت سے یہی تناسب ذکر کیا گیا ہے نیز مجموعہ ہندوستان کے اِس ایک مرکز میں جو کہ تمام ہندوستان کا فیڈرل مرکز ہوگا مسلمان چوتھائی سے زیادہ ہوں گے جو کہ مؤثر اَقلیت ہے کیونکہ حسبِ تصریحات رپورٹ مردم شماری ۱۹۴۱ء جملہ ہندوستان میں مسلمانوں کی مردم شماری (۲۷) فیصدی تسلیم کی گئی ہے۔

[۱] یعنی لاتعداد ہر قسم کے

لہٰذا اگر مرکز میں مسلمانوں کو کسی قسم کی مراعات نہ بھی دی جائیں تب بھی وہ ایسی مؤثر اَقلیت میں ہوں گے جس کی وجہ سے مخالفت کے وقت میں ڈیڈلاک پیدا کرسکیں گے۔

اَور اگر اُن کو حسبِ قانون [1] موجودہ مرکز میں ایک تہائی سیٹیں دے دی گئیں تب تو وہ تینتیس فیصدی کے مالک ہوکر زیادہ تر قوی ہوجائیں گے۔

اَور اگر جمعیۃ کے فارمولا کے مطابق اُن کو مرکز میں ۴۵+۴۵+۱۰ سیٹیں دی گئیں تو مسلم سیٹیں نہ صرف بھاری مؤثر اَقلیت میں ہوں گی بلکہ وہ اِس کا بھی امکان رکھ سکیں گی کہ جدوجہد کر کے غیر مسلم اَکثریت کو بھی دبا سکیں یعنی اگر وہ سیاسی جدوجہد کر کے دیگر اَقلیتوں میں سے پانچ بھی سیٹیں اپنے ہم خیال بنالیں گے جیسا کہ عیسائی اَچھوتوں وغیروں کے ساتھ مشاہدہ ہے تو وہ صرف اَقلیت ہی سے نہ نکلیں گی بلکہ مرکز میں بھی اکثریت حاصل کرسکیں گی اَور سیاسی جدوجہد روز اَفزوں ترقی پزیر ہوگی۔ (کشف ص ۶۲،۶۳)

(اَور ص ۵۵ پر تحریر ہے کہ سر چھوٹو رام مجیٹھ وغیرہ کانگریسیوں کے خلاف مسلمانوں سے مل کر وزارتیں چلاتے رہے اَور خود مسلم لیگ ہندوؤں اَور صرف اقلیتوں کے ساتھ مل کر وزارت چلاتی رہی۔ ملخصًا۔ یعنی اقلیتوں کا مسلمانوں کے ساتھ ملے رہنے کا تجربہ ہوچکا ہے)

لیکن یہ سب کچھ اِس صورت میں ہوسکے گا کہ ملک کی تقسیم مذہبی منافرت پر نہ ہو اَور ایک مرکز تسلیم کرنے کے ساتھ ساتھ صوبہ جات خود مختار تسلیم کر لیے جائیں۔ اَور مرکز میں مسلمانوں کی اقلیت کا مداوا ایسا مضبوط تحفظ ہو جو ہر طرح اَکثریت کے رحم و کرم سے محفوظ رکھ کر اِس کو من مانی ترقی کا موقع نصیب کرے۔ اَور یہی وہ تحفظات ہیں جن کو عَلٰی سَبِیْلِ الْعَدْلِ جمعیۃ علماء کے فارمولا میں ذکر کیا گیا ہے۔'' (کشف ص ۶۳)

حضرت مدنی ''کشفِ حقیقت'' ہی میں یہ بھی تحریر فرماتے ہیں :

---

[1] یعنی گورنمنٹ آف اِنڈیا ایکٹ

پاکستانی فارمولا میں پاکستانی مرکز کو ڈیفنس کا عظیم بار برداشت کرنا پڑے گا جس سے پاکستانی باشندے عہدہ برآ نہیں ہو سکیں گے۔ موجودہ زمانہ کے لحاظ سے ہر قسم کی تیاری کے ساتھ افواج کا مکمل انتظام اِتنا مشکل کام ہے کہ آج اِس سے بڑی سے بڑی حکومتیں لرزہ براَندام اَور پریشان ہیں اور اِس بارے میں مغربی بنگال کی اکثریت اَور مشرقی پنجاب کی اکثریت جو غیر مسلم ہوگی تعاون نہ کرے گی۔

مجوزہ پاکستانی علاقے ہندوستان کی اُن سرحدات پر واقع ہیں جن سے ہمیشہ بیرونی قوتیں ہندوستان میں داخل ہوتی رہی ہیں۔ اُنہوں نے تحریر فرمایا کہ آج بھی اِن ہی حدود سے رُوس [1] و چین وغیرہ کے خطرات وابستہ ہیں اِس لیے فوجی تیاری میں کوتاہی ہوگی۔ اِسی طرح فارین پالیسی کے مصارف بھی موجودہ زمانہ میں معمولی نہیں ہیں۔ جمعیۃ کے فارمولا میں ڈیفنس کا تمام بار پورے ہندوستان پر ہوگا نہ کہ فقط مسلمانوں پر۔

پاکستان کو داخلی امن وامان کے لیے بھی بڑی افواج کی ضرورت ہوگی۔ بنگال میں بھوٹانیوں اَور نیپالیوں کے خطرے ہر زمانہ میں اَندر اَور چینیوں جاپانیوں امریکنیو ں اَور رُوسیوں کے خطرات باہر موجود رہیں گے اور اپنے آپ کو اکیلے سنبھالنا آج کل بڑی طاقتوں کے لیے بھی مشکل ہے۔

ممکن ہے انگریزی حکومت کے دباؤ سے آزاد ہوتے ہی خانہ جنگی شروع ہوجائے جو اِس خطہ کے امن وامان کو سالہا سال کے لیے بھسم کردے۔

---

[1] وقتِ نظر سے ملاحظہ ہو چین سے تو ہندوستان کی لڑائی اِسی مقام پر ہو چکی ہے۔ یہ حصہ آسام میں ہے اَور وہ پاکستان میں داخل ہوتا ہے۔ لیکن تقسیم کے وقت جہاں بہت سا علاقہ اَور کم ہوا یہ پورے کا پورہ صوبہ بھی ہندوستان میں چلا گیا اَور ۱۹۶۲ء اِسی علاقہ پر ہندوستان اَور چین کی لڑائی ہوئی۔ یہ علاقہ پاکستان میں نہیں آیا اَور پاکستان چین کی دوستی چل رہی ہے۔ یہ (Disputed Area) آسام کے پہاڑی درّے تھے جن میں سلطنتِ مغلیہ اَور چین کا اِختلاف چلا آرہا تھا۔ اَور شمال مغربی سمیت رُوس کی طرف سے تاتاری وغیرہ کوہ ہندوکش کے اِردگرد سے راستے اختیار کرکے حملہ آور ہوتے رہے ہیں۔

یہ خیال بھی خواب سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا کہ پاکستانی حکومتیں باہر کی مسلم حکومتوں اَفغانستان و ایران وغیرہ کی حلیف بن کر مضبوطی حاصل کر لیں گی کیونکہ معاہدہ سعد آباد کا قریبی واقعہ آنکھیں کھولنے کے لیے کافی ہے اَور ترکوں کے ایران کے ساتھ سابقہ معاہدات [1] کیا نتائج برآمد کر سکے اِن سے بھی روشنی حاصل کیجیے۔ (کشف ملخصًا تا ص ۱۷)

اِن تمام خدشات کی نشاندہی کرنے کے بعد آخر میں مل بیٹھنے اَور غور و فکر کی دعوت دیتے ہیں اور یہ حضرت مدنیؒ کے رسالہ [2] کی آخری سطور ہیں :

''اسلامی نقطۂ نظر سے صحیح طریقۂ کار یہ ہے کہ مسلمانوں اور مسلم جماعتوں کے نمایاں اصحابِ رائے اور صائب الرائے حضرات مجتمع ہوں اور موجودہ صورتِ حال کا جائزہ لے کر کھلے دل و دماغ کے ساتھ یہ سوچیں اَور غور کریں کہ ہندوستان میں مسلمانوں کے لیے باعزت مقام کس طرح مل سکتا ہے اور اُس کے حصول کے لیے کیا طریق کار ہو؟ پس اگر مسلم لیگ اِس صورت کے لیے آمادہ ہے تو بسم اللہ ہم سب حاضر ہیں۔ اگر حضرت مولانا (شبیر احمد صاحب عثمانی صدر جمعیۃ علماءِ اِسلام) لیگ کو اِس پر آمادہ کر سکتے ہیں تو ''چشمِ ماروشن دلِ ماشاد'' (کشف آخری صفحہ ۹۳)

لیکن اَفسوس ہے کہ ایسا نہیں ہو سکا۔

حضرت مولانا سیّد محمد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو طویل عرصہ تک ناظمِ جمعیۃ علماءِ ہند رہے پھر حضرت مولانا حفظ الرحمٰن صاحب کی وفات پر ناظمِ عمومی (جنرل سیکرٹری) رہے۔

مولانا حفظ الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں الجمعیۃ کے مجاہدِ ملّت نمبر میں اپنے ایک طویل مضمون میں بہت سے اَحوال و واقعات قلم بند فرمائے ہیں اُن میں اِس فارمولے کا پورا خاکہ دیا ہے۔ سوال یہ ہوتا ہے کہ تقسیمِ ہند سے پہلے پہلے ہر جماعت کو اختیار تھا کہ وہ اپنی صوابدید کے مطابق جو فارمولا مسلمانوں کے لیے

---

[1] اَب اِس کا نام آر سی ڈی ہے۔ [2] اِسی رسالہ کا نام ''کشفِ حقیقت'' ہے جو مولانا سیّد حسین احمد مدنی صاحب مدنی کی تصنیف ہے۔ اِسے مرکزی دفتر جمعیۃ علماءِ ہند نے ۱۹۴۵ء میں شائع کرایا ہے۔

زیادہ فلاحی سمجھے، پیش کرے۔ اگر جمعیۃ علماءِ ہند نے اپنا فلاحی فارمولا پیش کیا تو کیا جرم کیا؟ اِس بحث کے لیے اُن ہی تاثرات کے تحت ایک عنوان بھی قائم فرماتے ہیں کہ ''جرم کیا تھا؟'' اور پھر فارمولا بیان کرتے ہیں جو ہم بعینہٖ نقل کر رہے ہیں :

جُرم کیا تھا؟

میرے احباب اور بزرگ یہ تلخ نوائی معاف فرمائیں کہ اِس دور میں ایک بڑا ظلم جمعیۃ علماءِ ہند پر کیا جاتا رہا برطانوی مشنری جمعیۃ علماءِ ہند کے خلاف کام کر رہی تھی اور اُس کو ایسا ہی کرنا چاہیے تھا کیونکہ جمعیۃ علماءِ ہند اِس کی حریف تھی اور ہندوستان سے اِس کا نام ونشان مٹانا چاہتی تھی۔ یہ مشنری پروپیگنڈے کی تمام طاقت دو باتوں پر صرف کر رہی تھی، اوّل یہ کہ کانگریس ہندوؤں کی جماعت ہے اور آزادی کا مطالبہ ہندوؤں کا ہے مسلمان اس کے حامی نہیں ہیں۔ دُوسرے یہ کہ جمعیت علماءِ ہند اور قوم پرور مسلمان فریب خوردہ ہیں یہ کوئی مثبت پالیسی نہیں رکھتے صرف کانگریس کی ہمنوائی ان کا نصب العین ہے۔

جمعیۃ علماءِ ہند اور قوم پرور مسلمانوں کی اتنی طاقت نہیں تھی کہ برطانوی پروپیگنڈے کا مقابلہ کامیابی کے ساتھ کر سکتے ،خصوصًا ایسی صورت میں کہ مسلمانوں کی اکثریت کو اِس پروپیگنڈے نے نہ صرف متاثر بلکہ مسحو بنا دیا تھا۔ لامحالہ جمعیۃ علماءِ ہند کی آواز ''نقارخانہ میں طوطی کی صدا'' بن کر ناکام ہوتی رہی۔

لیکن واقعہ یہ ہے کہ جمعیۃ علماءِ ہند پاکستان کا بہترین بدل تلاش کر چکی تھی اور ایک ایسا فارمولا منظور کر چکی تھی کہ وہ کامیاب ہوجاتا تو ملک کی طاقت میں یہ رَخنہ نہ پڑتا کہ ایک ہی ملک کے دو حصّے جن کے متعلق اَب یہ کہا جا رہا ہے کہ کسی بھی حصّہ کا کامیاب دفاع اور تحفظ اُس وقت تک ممکن نہیں جب تک اُن دونوں کی فوجی کمان ایک نہ ہو۔ یہ دو حصّے ایک دُوسرے کے مقابلہ میں تیر وترکش سنبھالے ہوئے ہیں اور مالیہ کا بڑا حصّہ جو تعمیر وترقی یا کسی بیرونی طاقت کے مقابلہ پر دفاعی طاقت کے مضبوط بنانے میں صرف ہوتا، اپنے ہی

ہاتھ پاؤں کے بچاؤ پر صرف ہو رہا ہے اور یہ صورت کہ بھارت کی مسلم اقلیت غضبناک اکثریت کے شکنجہ میں کسی ہوئی بے یارومددگار وَاویلا کر رہی ہے، یہ افسوسناک صورت بھی پیش نہ آتی۔ غور فرمائیے جمعیۃ علماءِ ہند کے فارمولے کے اہم اجزاء یہ تھے :

(۱) صوبے خودمختار ہوں۔

(۲) مرکز کو صرف وہی اختیارات ملیں جو تمام صوبے متفقہ طور پر مرکز کے حوالے کر دیں اور جن کا تعلق تمام صوبوں سے یکساں ہو۔

(۳) اُن مشترکہ اختیارات کے علاوہ جن کی تصریح مرکز کے لیے کر دی گئی ہو باقی تمام تصریح کردہ اور غیر مصرحہ اختیارات صوبوں کے حوالے ہوں۔

(۴) مرکز کی تشکیل ایسے تناسب سے ہو کہ اکثریت اقلیت پر زیادتی نہ کر سکے مثلاً پارلیمنٹ کے ممبروں کی تعداد کا تناسب یہ ہو:

ہندو : ۴۵ مسلمان : ۴۵ دُوسری اقلیتیں : ۱۰

(۵) جس مسئلہ کے متعلق مسلم ممبران کی اکثریت فیصلہ کر دے کہ اِس کا تعلق مذہب سے ہے وہ پارلیمنٹ میں پیش نہ ہو سکے۔

اِس فارمولے کا مفاد یہ ہوتا :

الف : اہم پورٹ فولیو (قلمدان وزارت) کی تقسیم مساوی طور پر ہوتی۔

ب : صوبہ سرحد، صوبہ سندھ، صوبہ بلوچستان اور اگر کشمیر کو ایک صوبہ کی حیثیت دی جاتی تو صوبہ کشمیر، مذہبی، معاشی، تہذیبی اور تمدنی اُمور میں قطعاً خودمختار ہوتے۔

ج : پورا صوبہ پنجاب راولپنڈی سے لے کر ضلع سہارنپور کی سرحد تک۔

د : پورا صوبہ بنگال جس کا دارالحکومت کلکتہ کا عظیم شہر ہوتا مسلم اکثریت کے زیرِ اقتدار رہتا

ہ : صوبہ دہلی اور صوبہ آسام کی سیاست اور حکومت میں مسلمانوں کا تقریباً مساوی حصّہ ہوتا کیونکہ اِن دونوں صوبوں میں مسلمان ۳۴، ۳۵ فیصدی تھے۔

و : ہندوستان کے باقی صوبوں میں مسلمان لاوارث یتیم کی طرح نہ ہوتے کیونکہ

نمبر۱ : ملازمتوں اور اسمبلیوں میں اِن کا حصہ حسبِ سابق ۳۰ یا ۳۳ فیصدی ہوتا۔

نمبر۲ : وزارتوں میں اِن کی مؤثر شمولیت ہوتی۔

نمبر۳ : مذہبی اور تمام فرقہ وارانہ اُمور میں اِن کو حق استرداد ہوتا۔

نمبر۴ : وہ ایسے مرکز کے ماتحت ہوتے جس میں اِن کی تعداد مساوی ورنہ کم اَزکم ۳۳ فیصدی ہوتی اور تمام فرقہ وارانہ اُمور کی باگ ڈور اِن کے ہاتھوں میں ہوتی کیونکہ اسمبلی پارلیمنٹ یا کیبنٹ مسلم ممبران کی موافقت کے بغیر کوئی فیصلہ صادر نہ کرسکتی۔

اِس فارمولے کو اُس پر آشوب دور میں مسلمانوں کی اکثریت نے یا تو سُنا ہی نہیں اور اگر سُنا تو جذبات میں اِس درجہ وارفتہ تھے کہ سمجھنے کی کوشش نہیں کی۔ بہرحال ''مضٰی ما مضٰی'' اَب اِس داستانِ پارینہ سے کیا فائدہ؟ مگر مجاہدِ ملّت رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے تذکرہ میں اِس کا تذکرہ ضروری ہے تاکہ کل نہیں تو آج اَندازہ ہوسکے کہ مخالفت کرنے والے کہاں تک حق پر تھے اَور مجاہدِ ملت کی سرفروشانہ جان فشانی کس مقصد کے لیے تھی۔

جمعیۃ علماءِ ہند کا فارمولا ایک مثبت فارمولا تھا اَور جمعیۃ علماءِ ہند کے اَرکان کو اِس پر اِتنا وثوق اور یقین تھا کہ وہ ہر ایک کے سامنے اِس کو پیش کرسکتے تھے۔ چنانچہ وزارتی مشن آیا تو جمعیۃ علماءِ ہند کے نمائندہ حضرات نے اِس کو نہ صرف یہ کہ پیش کیا بلکہ اِس پر مشن کی پسندیدگی بھی حاصل کی۔

مولانا آزاد مرحوم نے اپنی مشہور کتاب ''اِنڈیا وِنس فریڈم'' میں واضح کردیا ہے کہ اِن کا پیش کردہ فارمولا ''وزارتی مشن'' نے منظور کرلیا تھا۔

یہی وہ فارمولا ہے جس کو مولانا آزاد نے پیش فرمایا تھا۔ مزید تفصیل چند سطروں کے بعد ملاحظہ فرمائیں۔

وزارتی مشن کی آمد اور جمعیۃ علماءِ ہند کی نمائندگی

ابھی صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات تمام ہندوستان میں مکمل نہیں ہوئے تھے کہ ۲۳ / مارچ ۱۹۴۶ء کو وزارتی مشن کراچی پہنچ گیا۔ لارڈ پیتھک لارنس وزیر ہند، سر اسٹیفورڈ کرپس اور

جنرل الیگزینڈر روفد کے ارکان تھے۔ ایک ہفتہ آرام کرنے کے بعد یا تازہ حالات کے پورے مطالعہ کے بعد یکم اپریل سے مشن نے ہندوستانی لیڈروں سے ملاقات شروع کی۔
کُل ہند مسلم پارلیمنٹری بورڈ کے صدر کی حیثیت سے شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ کو دعوت دی گئی تھی اَور چونکہ مسلم پارلیمنٹری بورڈ کے ساتھ دُوسری جماعتیں بھی اشتراکِ عمل کیے ہوئے تھیں لہٰذا جنابِ صدر کو اجازت دی گئی تھی کہ وہ مزید تین افراد کو اپنے ساتھ لے آئیں چنانچہ عبدالحمید صاحب خواجہ مرحوم (صدر آل اِنڈیا مسلم مجلس) شیخ حسام الدین صاحب (صدر آل اِنڈیا مجلس احرار اِسلام) شیخ ظہیر صاحب (صدر آل اِنڈیا مومن کانفرنس)۔ اِن تینوں جماعتوں کے سربراہوں کی حیثیت سے اَور جناب حافظ محمد ابراہیم صاحب (مرکزی وزیر برقیات) ترجمان کی حیثیت سے حضرت شیخ الاسلام کے ساتھ تشریف لے گئے۔
اِس نمائندہ جماعت کو ایک ایسے صاحبِ بصیرت سیاسی کھلاڑی کی بھی ضرورت تھی جو نمائندگانِ پریس کی شوخیوں کا جواب بھی دے سکے اُس کی حاضر جوابی دُوسری پارٹیوں کے نکتہ چینیوں کو خاموش کر سکے۔ پُر مغز و مدلّل خطابت ہر ایک دل کو مٹھی میں لے سکے۔ ایسی شخصیّت جو اِن اَوصاف کی حامل ہو، مولانا حفظ الرحمٰن صاحب کی شخصیّت تھی۔ لہٰذا آپ کو بھی اِس نمائندہ وفد میں شریک کیا گیا۔
۱۶/ اپریل ۱۹۴۶ء کو چار بجے شام سے سوا پانچ بجے تک مشن سے ملاقات ہوئی۔ جمعیۃ علماءِ ہند کا فارمولا وزارتی مشن کے سامنے پیش کیا گیا۔ وزارتی مشن نے اِس فارمولے سے یہاں تک دلچسپی لی کہ مقررہ وقت یعنی (نصف گھنٹہ) سے زائد ۴۵ منٹ فارمولے کے مضمرات اَور اُس کے مفادات کو سمجھنے سمجھانے پر صرف کر دیے۔
حضرت مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور کتاب (اِنڈیا وِنس فریڈم) میں ایک فارمولے کا تذکرہ کیا ہے جس کو وزارتی مشن نے خاص طور پر پسند کیا تھا اَور اِسی کی بنیادوں پر اپنا اعلان مرتب کیا تھا۔ مولانا آزاد نے اِس کتاب میں اِس فارمولے

کو اگر منسوب کیا ہے تو صرف اپنی جانب لیکن واقعہ یہ ہے کہ یہ جمعیۃ علماءِ ہند کا فارمولا تھا جو جمعیۃ علماءِ ہند کے اجلاس لاہور (مارچ ۱۹۴۲ء) میں مرتب کیا گیا اَور اجلاس سہارنپور (مئی ۱۹۴۵ء) میں اِس کی مزید توثیق اور تشریح کی گئی تھی۔

سیاسیات سے دلچسپی رکھنے والے اخبار بین طبقہ کو تقریباً ۱۶ر سال پہلے یہ بات فراموش نہیں ہوئی ہوگی کہ مذکورہ بالا ملاقات سے ایک ماہ بعد ۱۶ر مئی ۱۹۴۶ء کو وزارتی مشن نے جو سفارشات پیش کیں وہ اُن ہی لائنوں اور خطوط پر تھیں جن کی طرف جمعیۃ علماءِ ہند کا فارمولا اِشارہ کر رہا تھا۔

وزارتی مشن نے پاکستان کی تردید کرتے ہوئے نظریۂ پاکستان کو ہندوستان کے لیے مضرت رساں قرار دیا تھا۔ اِن سفارشات کی بنیاد پر ۲ر ستمبر ۱۹۴۶ء کو عارضی حکومت کا قیامِ عمل میں آیا تو کیبنٹ کے ۱۴ ممبروں میں پانچ مسلمان تھے یعنی ۳/۱ سے کچھ زیادہ اور مالیات کا اہم ترین محکمہ نواب زادہ لیاقت علی خان کے سپرد کیا گیا تھا۔

مگر بخت واژگوں نے پھر پلٹا کھایا، لیگ کی طرف سے ردِّعمل تو لازمی تھا لیکن برطانوی ایجنٹوں کی دورُخی پالیسی نے اِس کی نوعیّت میں خونریزی بھی شامل کردی۔ اِنتہا یہ کہ تقسیم کا سوال پھر شدّت سے سامنے آیا اور اِس مرتبہ کانگریس کی غیر معمولی اکثریت بھی تقسیم کی حامی بن گئی۔

سیاست کا یہ دور بھی نہایت پر پیچ تھا اور عجیب بات یہ ہے کہ اِس کے متوقع نتائج کسی ایک فیصلے پر متحد کرنے کے بجائے ہر ایک فریق کے لیے متضاد دلائل مہیّا کر رہے تھے۔ مثلاً یہ بات مشہور ہے کہ سردار پٹیل جو اِس عارضی حکومت میں وزیر داخلہ بنائے گئے تھے اُن کو اِس سے سخت تکلیف ہوئی کہ وہ اپنے اختیارات سے ایک چپڑاسی کا تقرر بھی نہیں کر سکتے، چپڑاسی کے لیے بھی وزیر مال نواب زادہ لیاقت علی خاں کی منظوری کے محتاج ہیں (جنہوں نے پارلیمنٹ سے ایک ایسا میزانیہ منظور کرالیا تھا جس نے ہندوستان کے سرمایہ داروں کو سراسیمہ کر دیا تھا)۔

اس ایک واقعہ سے قوم پرور مسلمانوں کی یہ دلیل مضبوط ہورہی تھی کہ متحدہ ہندوستان میں مسلمان ایک فیصلہ کن پوزیشن اختیار کر سکتے ہیں بلکہ ایسی حیثیت اختیار کر سکتے ہیں کہ اکثریت اِن کی دست نِگر بن جائے اور اِسی ایک واقعہ نے سردار پٹیل جیسے ہندو اِزم کے حامیوں کو یہ سبق دے دیا تھا کہ تقسیم ضروری ہے کیونکہ سیاسی اقتدار میں اگر مسلمانوں کی شرکت رہی تو اُن کو ہندو اِزم کے چمکانے اور من مانی کارروائی کرنے کی کھلی چھٹی نہیں مل سکے گی۔

فرقہ پرستی کہاں کہاں تھی

کہا جاتا ہے کہ مسٹر جناح اور اُن کے ساتھی مسلم رہنماؤں کی ذہنیت فرقہ پرست تھی مگر سردار پٹیل جیسے قوم پرست نے جس ذہنیت کا ثبوت پیش کیا اِس کے لیے بھی فرقہ پرستی کے علاوہ کوئی اور عنوان نہیں ہوسکتا الفاظ میں اگر تبدیلی کی جائے تو سردار پٹیل کی ذہنیت کے لیے ''زہریلی سامپردا یکتا'' کا لفظ استعمال کیا جائے گا۔ بہرحال سیاست کا یہ وہ نازک موڑ تھا جس کی نظیر شاید ہندوستان کی پوری تاریخ میں نہ مل سکے۔

اِنڈین نیشنل کانگریس کو عام طور پر کامیاب تصور کیا جاتا ہے، بے شک وہ ہر لحاظ سے کامیاب رہی کہ انگریز کو ہندوستان بدر کر کے سیاسی اقتدار کو اپنے ہاتھ میں لے لیا لیکن اگر کسی با اُصول جماعت کی کامیابی کا مدار اصول کی کامیابی پر رکھا جائے تو صحیح بات یہ ہے کہ کانگریس ناکام رہی کیونکہ اُس کے دونوں اصول یعنی (۱) پورے ہندوستان کا اتحاد اور (۲) بلا تفریق مذہب و ملّت تمام ہندوستانیوں کی قومیت کا اتحاد، یہ دونوں اصول پاش پاش ہوگئے۔

مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ میں کانگریس کا عذر یہ تھا :

''حالات نے ہر ایک دماغ کو مجبور کر دیا ہے کہ جو حل بھی موجودہ اُلجھاؤ کو ختم کر سکتا ہو اُس کو تسلیم کر لے۔ کانگریس کے سامنے یہ سوال نہیں تھا کہ کونسا منصوبہ منظور کیا جائے بلکہ سوال یہ تھا کہ گومگو اور غیر اطمینانی کی موجودہ تباہ کن حالت باقی رہے یا سب سے پہلی

فرصت میں اِس کو ختم کر دیا جائے۔ کانگریس متحدہ ہندوستان کے نظریہ سے جدا نہیں ہوئی لیکن وہ حقِ خود اِرادیت کو بھی تسلیم کر چکی تھی کہ جو علاقے یونین میں شامل نہ ہونا چاہیں اُنہیں مجبور کرنے کے خلاف ہے۔''

یہ دماغوں کی مجبوری کیا تھی ، یہ وہی فرقہ واریت تھی جو دونوں پلیٹ فارموں پر رقص کر رہی تھی جس کا افسوسناک اَثر یہ تھا کہ ۳؍جون ۱۹۴۷ء کو تقسیمِ ہند کی اسکیم کا اعلان ہوا اور ۱۶؍جون تک کانگریس اَور مسلم لیگ (ہندوستان کی دونوں بڑی جماعتوں نے) اِس کے حق میں منظوری صادر کر دی۔

(الجمعیۃ کا مجاہدِ ملّت نمبر ص ۵۸ تا ص ۶۱ خصوصی شمارہ مطبوعہ دہلی)

(جاری ہے)

بقیہ : ملفوظات شیخ الاسلام

جس کے معنی یہ سمجھے گئے کہ ہم سے علیحدہ ہونے والے افراد اَور فرقے اصحابِ عدل نہیں نہ اصحابِ توحید ہیں اَور نہ اہلِ بیت سے محبت رکھنے والے ہیں، اِس قسم کے سائن بورڈوں سے عوام مسلمین میں زمانہائے گزشتہ میں جو زہر پھیلا وہ اِن تاریخی واقعات سے ظاہر ہے جو کہ اَزمنہ سابقہ میں معتزلہ، خوارج، روافض وغیرہ اَور اہلِ سنت کے آپس میں پیش آئے اَور اَزمنہ اَخیرہ میں بھی اِس قسم کی حرکتوں سے غیر مقلد اَور مقلدوں، قرآنیوں اَور نیچریوں، قادیانیوں، خاکساریوں میں ظہور پذیر ہوئے۔

ہر ایک اپنے اِس قسم کے سائن بورڈوں سے دُوسرے فرقوں پر اِس قسم کا حملہ کرتا ہے کہ وہ اِس کمال سے محروم اَور خالی ہیں، غیر مقلد اپنے آپ کو اہلِ حدیث والتوحید کے خوشنما سائن بورڈ سے مزین کر کے آواز بلند کرتا ہے کہ اَحناف حدیثِ نبوی سے محروم اَور توحید سے خالی ہیں وغیرہ وغیرہ۔ آپ کی جماعت اسلامی کے سائن بورڈ سے بھی یہی چر کا لگتا ہے کہ جو لوگ اِسلامی جماعت کے ممبر نہیں ہیں وہ حقیقی موحد نہیں ہیں وہ اسلامیتِ کاملہ نہیں رکھتے اِس سے عوام کو جس قدر اِنتشار اَور افتراق میں مبتلا کیا جاتا ہے وہ ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے جس کا اَدنیٰ اَثر یہ ہوگا کہ اِسلامی جماعت میں نہ داخل ہونے والے مشرک اَور کافر غیر ناجی ہیں ہر ایک من مانی باتوں پر ہٹ کرے گا اَور اُمتِ مسلمہ کو انتہائی مشکلات میں مبتلا کرے گا۔

اُمتِ مسلمہ کی مائیںؓ قسط : ۱۴

حضرت زینب بنتِ خزیمہ رضی اللہ عنہا

﴿ حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی صاحبؒ بلند شہری ﴾

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کرنے کے بعد آنحضرت ﷺ نے خزیمہ کی بیٹی حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا۔ یہ بڑی صدقات وخیرات والی تھیں۔ اِسلام سے پہلے ہی اِن کو اُم المساکین (مسکینوں کی ماں) کہا جاتا تھا کیونکہ مسکینوں کی خیر خبر بہت رکھتی تھیں۔

اِن کا پہلا نکاح حضرت عبداللہ بن جحشؓ سے ہوا تھا جب وہ اُحد میں شہید ہوگئے تو آنحضرت ﷺ نے اِن سے نکاح کرلیا۔ اِن کے پہلے شوہر کے بارے میں بعض علماء کے اَور قول بھی ہیں۔ چنانچہ ابن الکلبیؒ فرماتے تھے کہ اِن کے پہلے شوہر طفیل بن حارثؓ تھے جب اُنہوں نے طلاق دے دی تو اُن کے بھائی عبیدۃ بن الحارثؓ نے نکاح کرلیا جب وہ بدر میں شہید ہوگئے تو آنحضرت ﷺ نے اِن سے نکاح فرمایا جو رمضان ۳ھ میں ہوا۔

نکاح کے بعد آٹھ ماہ آنحضرت ﷺ کے نکاح میں رہ کر ربیع الثانی ۴ھ میں وفات پائی۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ آپ کے نکاح میں صرف تین ماہ رہیں اِس کے بعد وفات پائی۔

سیرت اَور تاریخ لکھنے والوں میں سب ہی کا اِس پر اِتفاق ہے کہ اُم المومنین حضرت زینب بنتِ خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات آنحضرت ﷺ کی زندگی ہی میں ہوئی اَور مدینہ منورہ میں سب سے پہلے آپ ﷺ کی بیویوں میں سے اِن ہی کی وفات ہوئی۔ (استیعاب و اصابہ)

پروفیسر میاں محمد افضل صاحب

بیادِ حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ

مار ڈالا ظالموں نے اِک سعیدؒ
باپ بیٹا ہو گئے دونوں شہید

تیری فرقت میں بہت غمگین ہوں
اے جلالی نابغہ ، رجلِ رشید

تیغِ بُرّاں کی طرح تیرا قلم
کاٹتا تھا فتنہ ہائے نوپدید

فتنہ ہائے دہر سے لڑتا رہا
تادمِ آخر ، ہوا آخر شہید

عظمتِ اسلاف کا تھا پاسباں
تجھ سے تھے خائف ، سبھی فتنے جدید

قادیانی ہوں کہ متنبّی دگر
کی گرفت اُن کی سدا تو نے شدید

تھا نبوت کا تحفظ تیرا مشن
اپنے مؤقف پر رہا مثلِ حدید

واہ! کیسا تھا مدیرِ ''بینات''
خوش تھی تجھ سے رُوحِ بنوریؒ سعیدؒ!

تیرے جانے سے چمن سُونا ہوا
کاش دیتا رب تجھے مہلت مزید

تیرے دُشمن خوش ہوئے کہ مر گیا
پر کبھی مرتا نہیں مردِ شہید

تیرے خوں سے پیدا ہوں گے جانثار
قدرتِ حق سے کہاں ہے یہ بعید

اہلِ حق باطل کا تختہ مشق ہیں
کر دیے ہیں کتنے ہی عالم شہید

تھک گیا ہوں اے خدا سب دیکھ کر
اہلِ باطل کو پکڑ ربِّ مجید

کھینچ رسی ظالموں کی اے خدا
اب نہ دے مہلت انہیں ، ہرگز مزید

سب شہیدوں کی شہادت ہو قبول
جنت الفردوس کی دے دے نوید

حاکموں کو پھر ہدایت کر عطا
پھر چلا دے سب کو بر راہِ سدید

ساتھ کر دے افضلؔ ناشاد کو
اِن شہیدوں کے خداوندِ وحید

قسط : ۱۵

تربیتِ اَولاد

﴿ اَز افادات : حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی ؒ ﴾

زیرِ نظر رسالہ ''تربیتِ اولاد'' حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی ؒ کے افادات کا مرتب مجموعہ ہے جس میں عقل و نقل اور تجربہ کی روشنی میں اَولاد کے ہونے ، نہ ہونے ، ہو کر مرجانے اور حالتِ حمل اور پیدائش سے لے کر زمانۂ بلوغ تک رُوحانی وجسمانی تعلیم و تربیت کے اِسلامی طریقے اور شرعی احکام بتلائے گئے ہیں۔ پیدائش کے بعد پیش آنے والے معاملات ، عقیقہ ، ختنہ وغیرہ اُمور تفصیل کے ساتھ ذکر کیے گئے ہیں ، مرد عورت کے لیے ماں باپ بننے سے پہلے اور اُس کے بعد اِس کا مطالعہ اولاد کی صحیح رہنمائی کے لیے انشاء اللہ مفید ہوگا۔ اِس کے مطابق عمل کرنے سے اَولاد نہ صرف دُنیا میں آنکھوں کی ٹھنڈک ہوگی بلکہ ذخیرۂ آخرت بھی ثابت ہوگی اِنشاء اللہ۔ اللہ پاک زائد سے زائد مسلمانوں کو اِس سے استفادہ کی توفیق نصیب فرمائے۔

ختنہ کا بیان

ختنہ کا مسنون طریقہ :

☆ جب بچہ میں برداشت کی قوت دیکھی جائے ، چپکے سے نائی کو بُلا کر ختنہ کرادیں۔

☆ جب اچھا ہوجائے تو غسل کرادیں۔

☆ اگر گنجائش ہو اَور بار بھی نہ ہو اَور پابندی بھی نہ کرے اَور شہرت ونمود اَور طعن وبدنامی بھی خیال نہ ہو تو شکریہ میں دو چار اَعزاء واَحباب یا دو چار مسکینوں کو جو میسر ہو کھلادے۔ اللہ اللہ خیر صلا لیکن بار بار ایسا بھی نہ کرے ورنہ پھر وہی رسم پڑ جائے گی۔ (اصلاح الرسوم ص ۴۸۔ بہشتی زیور ص ۱۵)

ختنہ وغیرہ کی تقریب میں بچوں کے نام سے کچھ دیے جانے کا مسئلہ :

مسئلہ : ختنہ وغیرہ کی کسی تقریب میں چھوٹے بچوں کو جو کچھ دیا جاتا ہے اِس سے خاص اُس بچہ

کو دینا مقصود نہیں ہوتا بلکہ ماں باپ کو دینا مقصود ہوتا ہے۔ اِس لیے وہ سب نیوتہ بچے کی مِلک نہیں بلکہ ماں باپ اُس کے مالک ہیں جو چاہیں سو کریں۔ البتہ اگر کوئی شخص خاص بچہ ہی کو کوئی چیز دے تو پھر وہی بچہ اُس کا مالک ہے اگر بچہ سمجھدار ہے تو خود اُسی کا قبضہ کر لینا کافی ہے جب قبضہ کرلیا تو مالک ہوگیا۔ اگر بچہ قبضہ نہ کرے یا قبضہ کرنے کے لائق نہ ہو تو اگر باپ ہو تو اُس کے قبضہ کر لینے سے اَور اگر باپ نہ ہو تو دادا کے قبضہ کر لینے سے بچہ مالک ہو جائے گا اَور اگر باپ دادا موجود نہ ہوں تو وہ بچہ جس کی پرورش میں ہے اُس کو قبضہ کرنا چاہیے۔ (بہشتی زیور ص ۵/۳۴)

ختنہ کے موقع پر لوگوں کو اہتمام سے بُلانا :

(ختنہ کے موقع پر) لوگوں کو آدمی اور خطوط بھیج کر بُلانا بالکل سنت کے خلاف ہے۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عثمان ابی العاصؓ کسی ختنہ میں بلائے گئے۔ آپ نے انکار فرمادیا۔ کسی نے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ پیغمبر خدا ﷺ کے زمانہ مبارک میں ہم لوگ ختنہ میں نہیں جاتے تھے اَور نہ اُس کے لیے بلائے جاتے تھے۔ (رواہ احمد) اِس سے معلوم ہوا کہ جس کام کے لیے لوگوں کو بُلانا سنت سے ثابت نہیں اِس کے لیے بلانے کو صحابہ نے ناپسند فرمایا اَور جانے سے انکار کیا۔ اور وجہ اِس کی یہ ہے کہ بُلانا اہتمام کی دلیل ہے تو شریعت میں جس چیز کا اہتمام نہیں کیا اُس کا اہتمام کرنا دین میں ایجاد کرنا ہے۔ اِسی وجہ سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے جب لوگوں کو چاشت کی نماز کے لیے مسجد میں جمع دیکھا تو براہ اِنکار اِس کو بدعت فرمایا، اِسی بناء پر فقہاء نے نفلی جماعت کو مکروہ کہا ہے۔ (اصلاح الرسوم ص ۱۱۰، ۱۱۱)

اِس حدیث سے معلوم ہوا کہ شریعت میں جس چیز کا اعلان ضروری نہیں اُس کے لیے لوگوں کو جمع کرنا اَور بُلانا سنت کے خلاف ہے۔

ختنہ کی دعوت :

فرمایا میرے ایک عزیز ہیں اُن کے لڑکے کا ختنہ ہے چونکہ عزیزوں (رشتہ داروں) کو زور ہوتا ہے اِس لیے اُنہوں نے کہا کہ ضرور آنا پڑے گا۔ میں نے کہا کہ میں اصلاح الرسوم میں منع لکھ چکا ہوں اَور حدیث بھی لکھی ہے کیسے جا سکتا ہوں۔ کہیں گے تو ضرور کہ رُوکھا ہے لیکن عزیزوں سے بھی یہی کرنا پڑتا ہے۔

فرمایا ایک مرتبہ ایک شیعہ کے ہاں سے ختنہ کی تقریب پر ہمارے یہاں کھانا آیا۔ میں نے اِس تحریر

کے ساتھ واپس کر دیا کہ ہماری فقہ میں اَطْعَمَۃْ (مسنون دعوت کے کھانوں) کی فہرست موجود ہے اَور یہ کھانا اِس فہرست سے خارج ہے لہٰذا مجھے معذور سمجھیں۔ میں اِس قسم کا کھانا اپنے اعزہ واَقرباء (رشتہ داروں) سے بھی قبول نہیں کرتا۔ بحمد اللہ اِس جواب سے کوئی شکایت نہیں ہوئی۔ (دعوت عبدیت ص۱۴/۶۰)

ختنہ میں اِخفاء بہتر ہے یا اعلان و اِظہار :

سوال : اصلاح الرسوم میں ختنہ کے اعلان اَور اِس کے تداعی (اہتمام سے بلانے) کو منع کیا ہے اَور مدخل میں مذکر کے ختنہ کا اظہار اَور لڑکی کے ختنے کے اخفاء کو سنت کہا ہے۔

جواب : اصلاح الرسوم میں ممانعت کی دلیل بھی لکھی ہے، اِس لیے اِس پر عمل متروک نہ ہوگا۔ اِس دلیل میں مطلق ختان وارد ہے۔ لہٰذا حکایۂ فعل پر ہی محمول نہ کیا جائے۔ باقی مدخل میں جس اظہار کو مسنون کہا ہے وہ بمعنی عدم اخفاء ہے مطلب یہ ہے کہ اخفاء (چھپ کے ہوئے ہونے) کا اہتمام نہ کیا جائے۔ چنانچہ اِس بالمقابل اخفاء ختان جاریہ (لڑکی کے ختنہ کو خفیہ رکھنا) اِس کا قرینہ ہے تو اِس سے اعلان بمعنی اہتمام تداعی (یعنی اہتمام سے بُلانے کا) جائز ہونا لازم نہیں آتا۔ (امداد الفتاوی ص۴/۲۳۹)

ختنہ کی دعوت میں شرکت سے متعلق حضرت تھانویؒ کا دلچسپ واقعہ :

فرمایا کہ قصبہ رامپور میں ایک مالدار مولوی صاحب کے لڑکے کے ختنہ تھے۔ اپنے حضرات بھی اِس میں مدعو تھے مجھ کو بھی بلایا گیا، میں بھی چلا گیا۔ اصلاح الرسوم (کتاب) میں اِس سے پہلے لکھ چکا تھا۔ میں نے پہلے سے طے کر لیا تھا کہ میں قاضی اِنعام الحق صاحب کے مکان میں ٹھہروں گا اَور اِس کی وجہ (بطورِ حیلہ) کے میں نے یہ بیان کی تھی کہ مجمع میں بعض بڑے لوگ ہوں گے میں اُن کے اَدب میں رہوں گا اَور بعض لوگ چھوٹے ہوں گے وہ میرے اَدب میں رہیں گے، نہ مجھ کو راحت ملے گی نہ اُن کو۔ اور اِس تقریب میں حضرت مولانا محمود حسن صاحب اَور حضرت مولانا خلیل احمد صاحب بھی تشریف لائے تھے۔ میں قاضی اِنعام الحق صاحب کے مکان پر ٹھہرا۔ عشاء کے وقت میں نے دیکھا ہے کہ نائی عام میں بُلاوا دیتا پھرتا ہے۔ میں نے دریافت کیا یہ بُلاوا کیسا ہے؟ اُس نے کہا کہ تمام برادری کی دعوت ہے، میں کھٹک گیا کہ معاملہ گڑبڑ ہے۔ اَور بظاہر تفاخر ہے اَور اِس کے ساتھ ہی یہ خیال ہوا کہ میں تو اصلاح الرسوم میں منع کر چکا ہوں اگر شرکت کی تو کتاب کا خاک اَثر رہے گا۔

اِس لیے میں نے خود سوچ کر تجویز کیا کہ میں قاضی انعام صاحب کے باغ میں جاتا ہوں وہاں کسی کا خیال ہی نہ جائے گا اَور میں شریک ہونے سے بچ جاؤں گا اَور شریک نہ ہوں گا۔ گو اِس میں مجھ کو بعض کلفتیں ہوں گی مگر کچھ بھی ہو شرکت کرنا مناسب نہیں۔ اَور اُس زمانہ میں بھی تصانیف کا کام کررہا تھا۔ سفر میں تصنیف کا سامان بھی ساتھ رکھتا تھا اُس وقت بھی ضروری سامان تھا اُس کو لے کر اَخیر شب میں باغ میں پہنچ گیا۔ لوگوں نے مختلف سڑکوں پر بھی ڈھونڈا مگر میں کہاں وہ سب تو ڈھونڈتے رہ گئے۔ میں ریل کے وقت باہر باہر اسٹیشن پہنچ گیا۔ اسٹیشن پر مولانا معین الدین صاحب ملے وہ بھی اِس تقریب میں شرکت کے لیے آئے تھے۔ کہنے لگے کہ میں تو تم سے لڑنے آیا تھا۔ یہ اُنہوں نے اِس وجہ سے کہا کہ اُنہوں نے بھی ایک مرتبہ تقریب میں مدعو کیا تھا میں نے اِنکار کردیا تھا۔ کہنے لگے کہ میں یہ سوچ کر چلا تھا کہ غریب آدمیوں کے یہاں شرکت سے اِنکار کرتے ہو مگر جب تم کو نہ پایا تو اَب لڑائی کی گنجائش نہ رہی۔ اَور کہنے لگے کہ جب تم ہی شریک نہ ہوئے تو اَب میں بھی شریک نہ ہوں گا۔

یہاں ایک لطیفہ ہوا کہ میں قرآن شریف کی سورۂ نمل پڑھ کر آرہا تھا اُس میں ہُد ہُد کا قصہ آیا۔ میں نے ایک دوست کو بُلا کر کہا کہ دیکھو قرآن شریف میں میرے اِس واقعہ کی نظیر اَور تائید آیات میں موجود ہے **وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَالِيَ لَا اَرَى الْهُدْهُدَ اَمْ كَانَ مِنَ الْغَائِبِيْنَ ○ لَاُعَذِّبَنَّهٗ عَذَابًا شَدِيْدًا** جیسے وہاں ہُد ہُد کی تلاش شروع ہوئی تھی میری بھی تلاش ہوئی۔ ہمارے محاورہ میں ہُد ہُد بے وقوف کو کہتے ہیں اَور میں بھی بے وقوف سا تھا۔

ہُد ہُد سلیمان علیہ السلام کے لشکر سے غائب ہوا۔ میں بھی اُس تقریب کے مجمع میں سے غائب ہوگیا تھا۔ اُس کی سزا عذاب اَور ذبح تجویز کی گئی تھی، مجھ کو بھی بُرا بھلا کہا گیا ملامت کی گئی یہ بھی ذبحِ نفس ہے۔

ہُد ہُد نے ایک ایسی چیز کی خبر دی تھی جس کا علم حضرت سلیمان علیہ السلام کو نہ تھا۔ اِس سے معلوم ہوا کہ کسی واقعہ کا علم اگر کسی ناقص کو ہو کامل کو نہ ہو تو ممکن ہے۔ اِسی طرح عوام کی مفاسد کی خبر مجھ کو ہو اَور اَکابر کو نہ ہو تو بعید نہیں اَور جیسے وہاں بلقیس عورت کی سلطنت تھی ایسے ہی یہاں پر بھی عورتوں کی حکومت تھی جس کی وجہ سے یہ رسمیں ہوگئیں۔

اَور حسیات میں کسی کے علم کا زیادہ ہونا یہ کوئی کمال نہیں جزئی واقعات میں ممکن ہے کہ چھوٹوں کا علم

بڑوں سے بڑھا ہوا ہو۔ سو جیسے اِس علم سے سلیمان علیہ السلام پر ہُد ہُد کو فضیلت نہیں ہو سکتی ایسے ہی مجھ کو بھی اپنے اَکابر پر فضیلت نہیں ہو سکتی۔ البتہ ہمارے حضرات علومِ مقصودہ میں بڑھے ہوئے ہیں اَور یہ علوم مقصودہ میں سے نہ تھا۔ (الافاضاتِ یومیہ ص۲/ ۳۶۷)

بالغ ہونے کے بعد ختنہ کرانا :

بالغ ہونے کے بعد بھی ختنہ کا حکم ہے۔ اَور اِس میں شرط یہ ہے کہ وہ اِس کا تحمل (یعنی برداشت) بھی کر سکے ورنہ چھوڑ دیا جائے گا۔ ختنہ کی ضرورت سے اِس کے بدن کو دیکھنا اَور ہاتھ لگانا سب جائز ہے۔ (امداد الفتاوی ص ۱/ ۲۴۰)

ضروری تنبیہ :

ختنہ کے وقت بعض موقع پر لڑکا بالغ ہونے کے قریب ہوتا ہے جس کا پوشیدہ بدن ختنہ کرنے والوں کے علاوہ دُوسروں کو بلا ضرورت دیکھنا حرام ہے لیکن سب بے تکلف دیکھتے ہیں اَور گناہگار ہوتے ہیں اَور اِن گناہوں کا سبب یہ بُلانے والا ہوتا ہے۔ (اصلاح الرسوم ص۴۴)

قارئین انوارِ مدینہ کی خدمت میں اپیل

ماہنامہ انوارِ مدینہ کے ممبر حضرات جن کو مستقل طور پر رسالہ ارسال کیا جا رہا ہے لیکن عرصہ سے اُن کے واجبات موصول نہیں ہوئے اُن کی خدمت میں گزارش ہے کہ انوارِ مدینہ ایک دینی رسالہ ہے جو ایک دینی ادارہ سے وابستہ ہے اس کا فائدہ طرفین کا فائدہ ہے اور اس کا نقصان طرفین کا نقصان ہے اس لیے آپ سے گزارش ہے کہ اس رسالہ کی سرپرستی فرماتے ہوئے اپنا چندہ بھی ارسال فرما دیں اور دیگر احباب کو بھی اس کی خریداری کی طرف متوجہ فرمائیں تاکہ جہاں اس سے ادارہ کو فائدہ ہو وہاں آپ کے لیے بھی صدقہ جاریہ بن سکے۔ (ادارہ)

گلدستۂ اَحادیث

﴿ حضرت مولانا نعیم الدین صاحب، اُستاذ الحدیث جامعہ مدنیہ لاہور ﴾

جو شخص نجومی سے غیب کی باتیں پوچھتا ہے چالیس دِن تک اُس کی کوئی نماز قبول نہیں ہوتی :

عَنْ صَفِیَّةَ عَنْ بَعْضِ اَزْوَاجِ النَّبِیِّ ﷺ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ مَنْ اَتٰی عَرَّافًا فَسَأَلَهٗ عَنْ شَیْءٍ لَمْ تُقْبَلْ لَهٗ صَلٰوةٌ اَرْبَعِیْنَ لَیْلَةً . (مسلم ج ۲ ص ۲۳۳)

حضرت صفیہؓ نبی علیہ السلام کی کسی اہلیہ سے روایت کرتی ہیں اَور وہ نبی علیہ السلام سے کہ آپ نے فرمایا جو شخص کسی کاہن یا نجومی کے پاس جائے اَور اُس سے کچھ پوچھے (یعنی غیب کی باتیں دریافت کرے) تو چالیس دِن تک اُس کی کوئی نماز قبول نہیں ہوتی۔

کسی مسلمان کی نمازِ جنازہ میں چالیس مسلمانوں کی شرکت کی فضیلت :

عَنْ کُرَیْبٍ مَوْلٰی ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ مَاتَ ابْنٌ لَهٗ بِقُدَیْدٍ اَوْ بِعُسْفَانَ فَقَالَ یَاکُرَیْبُ انْظُرْ مَا اجْتَمَعَ لَهٗ مِنَ النَّاسِ قَالَ فَخَرَجْتُ فَاِذَا نَاسٌ قَدِاجْتَمَعُوْا لَهٗ فَاَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ تَقُوْلُ هُمْ اَرْبَعُوْنَ قَالَ نَعَمْ،قَالَ اَخْرِجُوْهُ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ مَا مِنْ رَجُلٍ مُسْلِمٍ یَمُوْتُ فَیَقُوْمُ عَلٰی جَنَازَتِهٖ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا لَایُشْرِکُوْنَ بِاللّٰهِ شَیْئًا اِلَّا شَفَّعَهُمُ اللّٰهُ فِیْهِ.(مسلم ج ا ص ۳۰۸ ، ابوداؤد ج ۲ ص ۹۶، ابن ماجه ص ۱۰۸. مشكوة ص ۱۴۵)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے آزاد کردہ غلام کریبؒ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے بارے میں روایت کرتے ہیں کہ آپ کے ایک صاحبزادے مقامِ قدید یاعسفان میں انتقال کر گئے۔(جنازہ تیار ہوا تو) آپ نے فرمایا : کریب جا کر دیکھو نمازِ جنازہ کے لیے کتنے افراد جمع ہو گئے ہیں؟ حضرت کریبؒ کہتے ہیں کہ میں گیا تو دیکھا کہ کافی لوگ اکٹھے ہو چکے ہیں، میں نے (واپس آکر) حضرت ابن عباسؓ کو بتلایا

(کہ کافی لوگ اکٹھے ہوگئے ہیں) حضرت ابن عباسؓ نے پوچھا کہ تمہارا کیا خیال ہے کیا وہ چالیس افراد ہوں گے؟ کریبؒ کہتے ہیں (میں نے عرض کیا کہ) ہاں (اِتنے ہوں گے) اِس پر حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: تو پھر جنازہ (نماز کے لیے) باہر نکالو کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب کوئی مسلمان فوت ہوجائے اَور اُس کی نماز جنازہ چالیس ایسے مسلمان پڑھیں جو اللہ کے ساتھ کسی بھی چیز کو شریک نہ ٹھہراتے ہوں تو اللہ تعالیٰ میت کے حق میں اُن کی سفارش کو قبول فرمالیتے ہیں۔

چالیس دن تک غلے کی ذخیرہ اَندوزی کی نحوست :

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنِ احْتَکَرَ طَعَامًا اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا یُرِیْدُ بِہِ الْغُلَاءَ فَقَدْ بَرِیَٔ مِنَ اللّٰہِ وَبَرِیَٔ اللّٰہُ مِنْہُ . (مسند رزین بحوالہ مشکوۃ ص ۲۵۱)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا : جس شخص نے گرانی کے خیال سے چالیس دِن تک غلے کی ذخیرہ اَندوزی کیے رکھی تو وہ اللہ سے بری ہوا اَور اللہ تعالیٰ اُس سے بری ہوئے۔

ف : اُس شخص کے اللہ سے بری ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اُس نے اللہ تعالیٰ کے اُس عہد کو توڑ ڈالا جو اِس نے احکامِ شریعہ کی بجا آوری اَور مخلوق کے ساتھ ہمدردی اَور شفقت کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ سے کیا تھا اِسی طرح اللہ تعالیٰ کے اِس سے بری ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جب اُس نے اِس بدترین عمل کے ذریعہ مخلوق کی پریشانی وتکلیف کا سامان کیا تو اللہ تعالیٰ نے اُس پر سے اپنی حفاظت اُٹھالی اَور اُس کو اپنی نظرِ کرم اَور عنایت سے دُور کردیا۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ مَنِ احْتَکَرَ طَعَامًا اَرْبَعِیْنَ لَیْلَۃً فَقَدْ بَرِیَٔ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی وَبَرِیَٔ اللّٰہُ تَعَالٰی مِنْہُ وَاَیُّمَا اَھْلُ عَرْصَۃٍ اَصْبَحَ فِیْھِمْ امْرُؤٌ جَائِعٌ فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْھُمْ ذِمَّۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی . (مسند احمد ج ۴ ص ۳۳)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا : جس شخص نے چالیس دِن تک غلے کی ذخیرہ اَندوزی کیے رکھی تو وہ اللہ سے بری

ہوا اَور اللہ تعالیٰ اُس سے بری ہوئے۔ اَور جس جگہ والوں میں سے کسی بھوکے شخص نے (بھوک کی حالت) صبح کی تو اُن سے اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری اُٹھ گئی۔

عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :مَنِ احْتَکَرَ طَعَامًا اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا ثُمَّ تَصَدَّقَ بِهٖ لَمْ یَکُنْ لَّهٗ کَفَّارَةٌ.(مسند رزین بحواله مشکوة ص ۲۵۱)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا : جس شخص نے چالیس دِن تک غلے کی ذخیرہ اندوزی کیے رکھی پھر اُسے خدا کی راہ میں صدقہ بھی کردیا تو وہ اِس کے لیے (اِس گناہ کا) کفارہ نہیں ہوگا۔

کسی ایک حد کا جاری کرنا چالیس دِن بارش برسنے سے بہتر ہے :

عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِقَامَةُ حَدٍّ مِّنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ خَیْرٌ مِّنْ مَّطَرٍ اَرْبَعِیْنَ لَیْلَةً فِیْ بِلَادِاللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ.(ابن ماجه ص ۱۸۵، مشکوة ص ۲۵۱)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : حدود اللہ میں سے کسی ایک حد کا جاری کرنا اللہ تعالیٰ کے تمام شہروں میں چالیس رات (مسلسل) بارش برسنے سے بہتر ہے۔

ف : یہی حدیث امام نسائی اَور امام ابن ماجہ [۱] نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ وجہ اِس کی یہ ہے کہ حد جاری کرنا گو مخلوق کو گناہ اَور معاصی کے اِرتکاب سے روکنا ہے اَور یہ چیز آسمان کے کھلنے (یعنی برکات کے نازل ہونے) کا سبب ہے۔ اِس کے برخلاف حدود کو معاف کرنا یا اُن کے جاری کرنے میں سستی کرنا گویا مخلوق کو گناہ میں مبتلا ہونے کا موقع دینا ہے اَور یہ چیز قحط سالی میں مبتلا ہونے کا سبب ہے اَور انسان ہی نہیں حیوانوں کو بھی ہلاکت اَور بربادی کے گڑھے میں دھکیلنے کا ذریعہ ہے۔

۞ ۞ ۞

---

[۱] نسائی جلد۲ ص۲۲۳۔ ابن ماجہ ص۱۸۵

وفیات

۱۱؍ مارچ کو کراچی میں عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کراچی کے امیر حضرت مولانا سعید احمد صاحب جلال پوریؒ اپنے بیٹے اَور ساتھیوں سمیت شہید کر دیے گئے جبکہ اُسی دِن ایک اَور حملہ میں مولانا عبد الغفور صاحبؒ ندیم کو اُن کے بیٹے اَور ساتھیوں سمیت شہید کر دیا گیا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ چند سالوں سے پاکستان میں علمائے حق کا قتلِ ناحق ایک معمول بن چکا ہے اَب تک شہید کیے گئے بیشمار علماء کے قاتلوں میں سے کسی کو آج تک قرارِ واقعی سزا نہیں دی گئی جبکہ بہت سوں کے قاتلوں کی اَب تک گرفتاری بھی عمل میں نہیں آئی۔

پاکستان کے ہر شہری کی جان و مال کی حفاظت حکومتِ وقت کی ذمہ داری ہوتی ہے اَور ناکامی کی صورت میں مقتولین کی دیت حکومت کے ذمہ لازم ہو جاتی ہے، پے در پے اَندھے قتلوں اَور حکومت کی بے حسی کے نتیجہ میں عوام کا اِضطراب دِن بدن بڑھتا ہی جا رہا ہے جو کسی بھی وقت خطرناک صورت اِختیار کر سکتا ہے۔

حکومت کو چاہیے کہ اِن شہدا کی شہادت کے ذمہ داروں کے خلاف فوری اَور غیر جانبدار کارروائی کرے تاکہ آئندہ کے لیے ایسے ناپسندیدہ حادثات کا سدِّ باب ہو کر ملک میں امن وامان کی فضاء قائم ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ شہید ہونے والے علماء کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے اَور اُن کے پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے اہلِ اِدارہ اُن کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔

☆

جامعہ مدنیہ جدید کے اُستاذ الحدیث مولانا حفیظ الرحمٰن صاحب کی خوش دامن صاحبہ، جناب شیخ یوسف صاحب کے خسر صاحب گزشتہ ماہ وفات پا گئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔

اللہ تعالیٰ جملہ مرحومین کی مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے اَور لواحقین کو صبرِ جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ جامعہ مدنیہ جدید اَور خانقاہِ حامدیہ میں جملہ مرحومین کے لیے ایصالِ ثواب کرایا گیا۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، آمین۔

اِسلام میں اِنسان کا مقام

﴿ حضرت مولانا مفتی محمد سلمان صاحب منصور پوری ، اِنڈیا ﴾

قرآن کریم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ دُنیا کی تمام مخلوقات میں اِنسان کو سب سے زیادہ شرافت اور عظمت حاصل ہے، صورت وسیرت، اِستعداد اور صلاحیت اور کمال علم وفضل میں اِنسان تمام مخلوقات پر فضیلت اور امتیاز رکھتا ہے۔ اِنسان کی حسنِ تخلیق بیان کرتے ہوئے قرآن کریم میں بطورِ تاکید چار قسمیں کھا کر اِرشاد فرمایا گیا :

وَالتِّیْنِo وَالزَّیْتُوْنِo وَطُوْرِ سِیْنِیْنَo وَھٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِیْنِo لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍo (سورۃ التین ۱-۴)

قسم انجیر کی اور زیتون کی اور طور سینین کی اور اس امن والے شہر کی، ہم نے آدمی کو بہترین اَندازے پر بنایا ہے۔

اِنسان اپنے اعضاء کے اعتبار سے سب سے متناسب جسم رکھنے والا ہے مثلاً دو پیروں پر بے تکلف کھڑے ہو کر اَدب اور وقار سے اپنے ہاتھوں سے کھاتا اور پیتا ہے جبکہ دیگر چوپائے براہِ راست منہ سے چرتے اور کھاتے ہیں۔ اِسی طرح اِنسان کو سوچنے سمجھنے اور غور کرنے کی ایسی صلاحیت ملی ہے جو اِس انداز سے کسی اَور کو حاصل نہیں ہے۔

ایک موقع پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ اِرشاد فرمایا :

وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰھُمْ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰھُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰھُمْ عَلٰی کَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِیْلًا. (سورہ بنی اسرائیل ۷۰)

اور ہم نے عزت دی آدم کی اولاد کو اَور سواری دی اِن کو جنگل اور دریا میں، اَور روزی دی ہم نے اِن کو ستھری چیزوں سے، اَور بڑھا دیا ہم نے ان کو بہتوں پر جن کو پیدا کیا ہم نے بڑائی دے کر۔

نعمتوں کا فیضان :

اِنسان کو اشرف المخلوقات بنا کر اللہ تعالیٰ نے دُنیا کی تمام اشیاء کو اِنسان کا بیگاری خادم بنا دیا۔ انسان اللہ کی مخلوقات سے جب چاہے جتنا چاہے فائدہ اُٹھائے اِس کے لیے کوئی روک ٹوک نہیں۔ وہ مخلوقات اِنسان سے خود کچھ مطالبہ نہیں کرتیں ہاں اُن کا مالک اگر دُوسرے اِنسان سے وصول کرلے تو الگ بات ہے۔ ایک جگہ اِرشاد فرمایا گیا :

هُوَ الَّذِىْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا. (سورۃ البقرہ ۲۹)

وہی ہے جس نے پیدا کیا تمہارے واسطے جو کچھ زمین میں ہے سب۔

اور سورۂ نحل میں اِرشاد فرمایا :

وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا لَكُمْ فِيْهَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ٥ وَلَكُمْ فِيْهَا جَمَالٌ حِيْنَ تُرِيْحُوْنَ وَحِيْنَ تَسْرَحُوْنَ٥ وَتَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ لَّمْ تَكُوْنُوْا بٰلِغِيْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ اِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ٥ وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً وَّيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ٥(النحل ۵-۸)

اور چوپائے بنادئے تمہارے واسطے، اِن میں تمہارے لیے سردی سے بچاؤ کا سامان ہے اور بھی بہت سے فائدے ہیں۔ اور اِن میں سے (کچھ کو جو کھانے کے قابل ہیں، اُنہیں) تم کھاتے ہو۔ اور اِن کی وجہ سے تمہاری رونق بھی ہے جبکہ شام کے وقت گھر لاتے ہو اور صبح کے وقت چرانے لے جاتے ہو۔ اور وہ تمہارے بوجھ ایسے شہر کو لے جاتے ہیں جہاں تم بغیر جان کو مشقت میں ڈالے نہیں پہنچ سکتے۔ واقعی تمہارا رب بڑی شفقت و رحمت والا ہے۔ اور (تمہارے لیے) گھوڑے اور خچر بھی پیدا کیے تاکہ اُن پر سوار ہو اور نیز زینت کے لیے بھی اور وہ ایسی ایسی چیزیں بناتا ہے جن کی تم کو خبر بھی نہیں۔

قرآن کا موقف یہ ہے کہ اِنسان کو اپنے محسن خالق و مالک کے احسانات ہر وقت یاد رکھنے چاہئیں اِس لیے کہ جب اِنسان اپنے محسن کو یاد رکھے گا تو خود بخود اُس کے اَندر احسان کا بدلہ دینے کا جذبہ پیدا ہوگا جس کی وجہ سے وہ منعم کی طرف سے مزید نعمتوں کا مستحق ہوجائے گا، اِس اعتبار سے اللہ کی نعمتوں کی تذکیر

بجائے خود اِنسانیت کی عزت وتوقیر کا ذریعہ ہے۔قرآن کریم نے اِنسان کو اُس کا وظیفہ اور ذمہ داری یاد دلاتے ہوئے فرمایا ہے :

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ٥ (سورۃ الذاریات ۵۶)

اور میں نے جنات اور اِنسان کوصرف اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔

اللہ کی عبادت کا حکم :

جب اِنسان اللہ کا بندہ ٹھہرا تو اُس کی عزت صرف اور صرف اِسی میں ہے کہ وہ اپنے آقا کو ہمیشہ راضی رکھنے کی کوشش کرے اور اپنے رب کی شان میں کسی قسم کی نامناسب بات روا نہ رکھے اور رب کی شان میں سب سے بڑی ناگوار بات یہ ہے کہ اُس کی ذات وصفات میں کسی اور کوشریک اور ساجھی مانا جائے۔ یہ شرکیہ عقیدہ اور عمل تقاضائے اِنسانیت کے قطعاً خلاف ہے اِسی بنا پر اِسلام پوری قوت کے ساتھ اِنسانوں کو وحدانیت کی دعوت دیتا ہے کیونکہ یہی وحدانیت کا عقیدہ قرآن کی نظر میں اِنسان کی اِنسانیت باقی رکھنے کا سب سے بڑا ذریعہ ہے جو شخص اِنسان ہو کر وحدانیت کا عقیدہ نہ رکھے اُس کا حال قرآن کی نظر میں جانوروں سے بھی بدتر ہے۔ایک آیت میں اِرشاد فرمایا گیا :

وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا ط اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ط اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ٥ (الاعراف ۱۷۹)

اور ہم نے پیدا کیے دوزخ کے واسطے بہت سے جن اور آدمی، اُن کے دل ہیں مگر اُن سے سمجھتے نہیں اور آنکھیں ہیں کہ اُن سے دیکھتے نہیں اور کان ہیں کہ اُن سے سنتے نہیں، وہ ایسے ہیں جیسے چوپائے بلکہ اُن سے بھی زیادہ بے راہ، وہی لوگ ہیں غافل۔

ظاہر ہے کہ جو شخص اپنے منعم ہی کو بھلا بیٹھے اور شرک کر کے اُس کی توہین کا مرتکب ہو وہ یقیناً اپنی اِنسانیت کو داغدار کرنے والا ہے، جو مذاہب شرک میں مبتلا ہیں اور پھر وہ اِنسانیت نوازی کا دعوی کرتے ہیں تو اُن کا دعوی قطعاً قابلِ قبول نہیں ہوسکتا اس لیے کہ اِنسانیت نوازی کا سب سے بڑا مظہر عقیدۂ وحدانیت ہے۔

اِنسانیت کے احترام کا حکم :

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اپنی عبادت کی تلقین کے بعد نہایت اہتمام کے ساتھ اِنسانوں کو ایک دُوسرے کے احترام اور اُن کے واجبی حقوق کی ادائیگی کی تلقین کی ہے بالخصوص اِسلام میں رشتوں، ناطوں کی رعایت، پڑوسیوں، یتیموں اور مسکینوں کی خبر گیری کی تاکید کی گئی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اِرشاد فرماتے ہیں :

وَاعْبُدُوْا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِى الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِى الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ط اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًاo (سورة النساء ۳۶)

اور بندگی کرو اللہ کی اور شریک نہ کرو اُس کا کسی کو، اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو اور قرابت والوں کے ساتھ اور یتیموں اور فقیروں اور ہمسایہ قریب، اور ہمسایہ اجنبی اور پاس بیٹھنے والے اور مسافر کے ساتھ، اور غلام باندیوں کے ساتھ، بے شک اللہ کو پسند نہیں آتا اِترانے والا بڑائی کرنے والا۔

مذکورہ آیت میں جن لوگوں کے ساتھ حسنِ سلوک کا حکم دیا گیا ہے وہ اِسلام کی بنیادی تعلیمات میں شامل ہے۔ اور اِن کے متعلق احادیث طیبہ میں مفصل ہدایات دی گئی ہیں۔

آنحضرت ﷺ کا بنیادی مشن :

پیغمبر اِسلام حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی زندگی کا سب سے بڑا مشن اور نصب العین دُنیا میں اِنسانی قدروں کا تحفظ کرنا تھا جو آپ سے پہلے پامال اور برباد کی جا چکی تھیں۔ آپ ﷺ کا مشن کیا تھا؟ اِس بارے میں کچھ روشنی اِس واقعہ سے پڑتی ہے کہ جب مشرکین مکہ کی اِیذا رسانیوں سے تنگ آ کر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے بعض جانثار صحابہ رضی اللہ عنہم مکہ معظّمہ سے ترکِ وطن کر کے حبشہ چلے گئے تو مشرکین نے انہیں وہاں سے واپس لانے کے لیے اپنا ایک سفارتی وفد بھیجا جس نے شاہ حبشہ ''اصحمہ نجاشی رضی اللہ عنہ'' سے ملاقات کر کے درخواست کی کہ مسلمانوں کو حبشہ سے ملک بدر کر دیں۔ اِس موقع پر نجاشی رضی اللہ عنہ نے تحقیق حال کے لیے مسلمانوں کو اپنے

دربار میں بلایا، صحابہ رضی اللہ عنہم میں حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو شاہ سے گفتگو کے لیے نمائندہ بنایا گیا۔ مسلمانوں کے وفد سے نجاشی رضی اللہ عنہ نے سوال کیا کہ تم لوگوں نے اپنا دین آخر کیوں تبدیل کیا؟ اور اگر تبدیل کیا تھا تو یہودی یا نصرانی کے بجائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا رہنما کیوں بنایا؟ اِس کا جواب دیتے ہوئے حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے نہایت قوت اور جسارت سے فرمایا کہ :

اَیُّھَا الْمَلِکُ کُنَّا قَوْمًا عَلَی الشِّرْکِ نَعْبُدُ الْاَوْثَانَ وَ نَأْکُلُ الْمَیْتَةَ وَ نُسِیْئُی الْجَوَارَ یَسْتَحِلُّ الْمَحَارِمَ بَعْضُنَا مِنْ بَعْضٍ فِی سَفْکِ الدِّمَاءِ وَغَیْرِھَا. لَا نَحِلُّ شَیْئًا وَلَانُحَرِّمُہٗ فَبَعَثَ اللّٰہُ اِلَیْنَا نَبِیًّا مِنْ اَنْفُسِنَا نَعْرِفُ وَفَاءَ ہٗ وَصِدْقَہٗ وَاَمَانَتَہٗ الخ ... وفی روایة : فَدَعَانَا اِلَی اللّٰہِ لِنُوَحِّدَہٗ وَنَعْبُدَہٗ وَنَخْلَعُ مَا کُنَّا نَعْبُدُ نَحْنُ وَآباءُ نَا مِنْ دُوْنِہٖ مِنَ الْحِجَارَةِ والْاَوْثَانِ وَاَمَرَنَا بِصِدْقِ الْحَدِیْثِ ، وَاَدَاءِ الْاَمَانَةِ، وَ صِلَةِ الْاَرْحَامِ ، وَحُسْنِ الْجَوَارِ ، وَالْکَفِّ عَنِ الْمَحَارِمِ، وَالدِّمَاءِ وَ نَھَانَا عَنِ الْفَوَاحِشِ وَقَوْلِ الزُّوْرِ، وَاَکْلِ مَالِ الْیَتِیْمِ، وَقَذْفِ الْمُحْصَنَةِ ، وَاَمَرَنَا اَنْ نَّعْبُدَ اللّٰہَ وَلَا نُشْرِکَ بِہٖ شَیْئًا، وَاَمَرَنَا بِالصَّلٰوةِ وَالزَّکٰوةِ وَالصِّیَامِ. (البدایة والنھایة ۳/۸۰-۸۱)

جناب بادشاہ! (بات یہ ہے کہ) ہم لوگ شرک پر جمے ہوئے تھے۔ ہم بتوں کی پوجا کرتے تھے اَور مردار کھایا کرتے تھے اور پڑوسیوں کے ساتھ برا سلوک کرتے تھے اور ہم لوگ حرام کاموں مثلاً قتل و غارت گری (وغیرہ) کو حلال سمجھتے تھے۔ ہمارے اَندر سے حلال وحرام کا تصور مٹ چکا تھا۔ (اِن سنگین اخلاقی حالات میں) اللہ تعالی نے خود ہمارے ہی قبیلہ میں سے ایک نبی مبعوث فرمایا جس کی وفاداری، سچائی اور امانت و دیانت سے ہم واقف ہیں۔ چنانچہ اُنہوں نے ہمیں اللہ رب العالمین کی طرف آنے کی دعوت دی تا کہ ہم اللہ کی وحدانیت پر یقین کریں اور اُسی کی عبادت کیا کریں اور ہم اللہ کو چھوڑ کر اِن پتھروں اور بتوں کی پوجا بند کر دیں جن کو پہلے ہم اور ہمارے آباء واجداد

پوجا کرتے تھے۔ اور اِس نبی نے ہمیں سچ بولنے، امانت ادا کرنے، رشتہ داروں سے حسن سلوک کرنے، پڑوسیوں پر احسان کرنے اور حرام کاموں اور قتل وقتال سے بچنے کا حکم دیا، اور ہمیں بے حیائی کے کام کرنے، جھوٹ بولنے، یتیم کا مال ہڑپنے اور پاکباز عورتوں پر بدی کی تہمت لگانے سے منع فرمایا، اور ہمیں اللہ کی عبادت کرنے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانے اور نماز، زکوۃ اور روزے کا حکم فرمایا۔

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی زبان سے پیغمبر اِسلام ﷺ کے تعارف کے سلسلہ میں صادر ہونے والے یہ کلمات نہایت جامع ہیں جن کی روشنی میں بآسانی اِنسانیت نوازی کے سلسلے میں اِسلامی منشور تک رسائی حاصل کی جا سکتی ہے۔ (جاری ہے)

پولیو کے قطروں کی مہم آخر کب تک جاری رہے گی ؟

﴿ جناب سید رضی الدین صاحب ﴾

پاکستان میں بہت طویل عرصے سے پولیو کے خلاف مہم چلائی جارہی ہے۔ اِس کا آغاز غالبًا بے نظیر کے دُوسرے دَور (۱۹۹۳ء) سے ہوا تھا جس میں اعلان کیا گیا تھا کہ پاکستان کو پولیو سے پاک کر دیا جائے گا، اُس کے بعد آج (۲۰۱۰ء) آچکا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اِس مہم کو کامل سترہ سال گزر چکے ہیں اَور اَبھی نہ جانے کتنے عرصے تک یہ مہم اَور جاری رہے گی ؟ گویا دُوسرے الفاظ میں کوئی نہیں جانتا کہ پاکستان کو پولیو سے پاک خطہ بنانے میں اَبھی مزید کتنا عرصہ درکار ہے؟ یوں اگر یہ مہم نوزائیدہ بچے کو پولیو قطرے پلانے کی تحریک ہے تو بچے تو تاقیامت دُنیا میں آتے رہیں گے تو کیا پولیو کے قطروں کی یہ مہم پاکستان میں اَبدالآباد تک جاری رہے گی ؟ یہ وہ سوال ہے جس کا جواب کہیں سے نہیں آرہا۔

پاکستان میں طویل عرصے سے جاری اَور آیندہ لامتناہی مدت تک جاری رہنے والی اِس مہم میں جس کی محض پبلسٹی کے لیے لاکھوں روپے ماہانہ خرچ کیے جارہے ہوں۔ اہلِ فکر کے ذہنوں میں بعض شکوک پیدا ہورہے ہیں، اُن کا کہنا ہے کہ آخر کن بنیادوں پر یہ لامتناہی مہم اِتنے وسیع وعریض خرچوں کے ساتھ چلائی جا رہی ہے اور ہماری حکومتیں آخر کب سے اِتنی مہربان ہوگئیں کہ پولیو کے قطرے پلانے کی یہ سہولت گھر گھر پہنچائی جارہی ہے؟

یہ حکومتیں ایسی تو نظر نہیں آتیں کہ وہ عوام کے دُکھوں کا مداوا اُن کی اپنی دہلیز پر پہنچ کر کریں۔ ہماری حکومتیں تو اِس کے برعکس اَذیتیں دینے اور حقوق سلب کرنے کے لیے وجود میں آتی ہیں۔ لہٰذا اِس بنیاد پر پولیو مہم کے ضمن میں حکومتوں کی نیتوں پر شک کا پیدا ہونا بالکل فطری اَمر ہے۔ دُوسری طرف ہم دیکھتے ہیں کہ جب بچے پیدا ہوتے ہیں تو ہر نوزائیدہ کو ایک خاص عمر تک مختلف قسم کے ٹیکوں اَور قطرے پلانے کا پہلے ہی ایک کورس کرادیا جاتا ہے اُن ٹیکوں اَور قطروں میں پولیو کی دوائیں بھی شامل ہوتی ہیں پھر آخر مزید پولیو کے قطرے اِصرار کے ساتھ گلی گلی میں کیوں پلائے جاتے ہیں؟ کیا اِس طرح کے بیک وقت دو کورسز کے کرنے سے بچوں

کی صحت پر منفی اَثرات نہیں پڑتے ؟ یا اُن میں کسی اَور قسم کی جسمانی کمزوری یا نقص پیدا ہونے کا اَندیشہ تو نہیں ہے جو کہیں بہت آگے جا کر سامنے آئے ؟

اِس ضمن میں ہم نے ایک دیندار سرجن سے گفتگو کی تو اُنہوں نے بھی ہمارے خدشے کی تائید کی اَور مزید کہا کہ یہ پولیو کے قطرے اَیڈز اور ہیپا ٹائیٹس کے ٹیکے مغرب کی معاشی سازشیں ہیں جن کے تحت وہ مسلمانوں کو مختلف بیماریوں کا خوف دِلا کر اپنی دوائیاں اَور ٹیکے مسلم ممالک کو برآمد کرتے اَور سارا سال نہ صرف اپنے کارخانوں کو چلاتے ہیں بلکہ بہت سا زرِمبادلہ بھی اپنے ممالک میں منتقل کر لیتے ہیں۔ اُنہوں نے کہا کہ اَیڈز کا معاملہ خالصتاً مغرب کا ہے لیکن اِس کے لیے اُنہوں نے مسلم ممالک میں خصوصی مہمات جاری رکھی ہوئی ہیں۔ اُنہوں نے کہا کہ اُن کے یہاں پولیو کے کیسز تقریباً نہ ہونے کے برابر ہیں لیکن اُن کی دواساز صنعتوں کو اپنی پیداوار تو جاری رکھنی ہیں اِس لیے وہ مشرق میں اپنی پولیو مہمات چلائے رکھتے ہیں۔

اُنہوں نے کہا کہ اِس ضمن میں قابلِ غور بات یہ ہے کہ پاکستان میں پولیو، اَیڈز اور ہیپا ٹائیٹس کے محض ایک یا ڈیڑھ فیصد کیسز رجسٹرڈ ہوتے ہیں جبکہ ٹی بی اَور سانس وغیرہ کے واقعات کا تناسب بہت زیادہ ہے لیکن وہ لوگ اِس کے لیے کوئی دیرپا اَور مہماتی منصوبے نہیں بناتے، حالانکہ اِن بیماریوں کی طرف ہماری حکومتوں کو متوجہ ہونے کی زیادہ ضرورت ہے۔ ڈاکٹر موصوف نے کہا کہ اِسی لیے وہ اپنے مریضوں کو آزادانہ طور پر بلاوجہ پولیو، ہیپا ٹائیٹس اور اَیڈز کے ٹیکوں کے مشورے نہیں دیتے۔

اِس ضمن ایک اَور بات قابلِ توجہ ہے کہ جب مغربی حکومتیں ہمیں مختلف شعبوں میں اِمداد یا قرضہ فراہم کرتی ہیں تو اُس کے ساتھ ہی لمبی چوڑی شرائط بھی عائد کرتی ہیں جن کے تحت اُن کی امداد کی پابندی کرتے ہوئے بعض اہم اقدمات بھی اُٹھائے جاتے ہیں مثلاً اُنہوں نے تعلیمی امداد دیتے ہوئے ہماری حکومتوں کو اِس بات کا پابند بنایا ہے کہ وہ ملک میں جنسی آگاہی کو تعلیمی سطح پر عام کریں گے اَور آغا خان کے نام سے ایک نیا امتحانی بورڈ قائم کریں گے۔ ظاہر ہے کہ اِمداد کے نتیجے میں ہماری حکومتوں کو اُن کی پابندی کرنی پڑتی ہے۔ یہی حال صحت کے شعبے کا ہے، اُن کی امداد کے ساتھ مشروط ہوتا ہے کہ صحت کے میدان میں ہمارا حکومتی طبقہ آبادی منصوبہ بندی کی مہم کو تیز تر کرے گا، پولیو کے قطرے پلائے گا تاکہ اُن کی صنعتیں برقرار رہیں۔ (باقی صفحہ ۶۳)

دینی مسائل

﴿ عدت کا بیان ﴾

مسئلہ : جب کسی کا میاں طلاق دے دے یا خلع واِیلاء وغیرہ کسی اَور طرح سے نکاح ٹوٹ جائے یا شوہر مر جائے تو اِن سب صورتوں میں تھوڑی مدت تک عورت کو ایک گھر میں رہنا پڑتا ہے جب تک یہ مدت ختم نہ ہو چکے تب تک کہیں اَور نہیں جاسکتی ، نہ کسی اَور مرد سے اپنا نکاح کر سکتی ہے۔ جب وہ عدت پوری ہو جائے تو جو جی چاہے کرے۔ اِس مدت گزارنے کو ''عدت'' کہتے ہیں۔

طلاق کی عدت :

مسئلہ : اگر میاں نے طلاق دے دی تو تین حیض آنے تک شوہر ہی کے گھر جس میں طلاق ملی ہے وہیں بیٹھی رہے۔ اُس گھر سے باہر نہ نکلے نہ دِن کو نہ رات کو، نہ کسی دُوسرے سے نکاح کرے۔ جب پورے تین حیض ختم ہو گئے تو عدت پوری ہوگئی اَب جہاں جی چاہے جائے۔ مرد نے خواہ ایک طلاق دی ہو یا دو تین طلاقیں دی ہوں اَور طلاقِ بائن دی ہو یا رَجعی سب کا ایک حکم ہے۔

مسئلہ : اگر چھوٹی لڑکی کو طلاق مل گئی جس کو اَبھی حیض نہیں آتا یا اِتنی بڑھیا ہے کہ اَب حیض آنا بند ہوگیا اِن دونوں کی عدت تین مہینے ہے۔ تین مہینے بیٹھی رہے اِس کے بعد اختیار ہے جو چاہے کرے۔

مسئلہ : کسی نابالغ لڑکی کو طلاق مل گئی۔ اُس نے مہینوں کے حساب سے عدت شروع کی پھر عدت کے اَندر ہی ایک یا دو مہینے کے بعد حیض آ گیا تو اَب پورے تین حیض آنے تک بیٹھی رہے۔ جب تک تین حیض پورے نہ ہوں عدت ختم نہ ہوگی۔

مسئلہ : اگر کسی کو حمل ہے اَور اِسی زمانہ میں طلاق مل گئی تو بچہ پیدا ہونے تک بیٹھی رہے یہی اُس کی عدت ہے۔ جب بچہ پیدا ہو گیا تو عدت ختم ہوگئی۔ طلاق ملنے کے بعد تھوڑی دیر میں بچہ پیدا ہو گیا تب بھی عدت ختم ہوگئی۔

مسئلہ : اگر کسی نے حیض کے زمانہ میں طلاق دے دی تو جس حیض میں طلاق دی ہے اُس حیض کا

کچھ اعتبار نہیں۔ اِس کو چھوڑ کر تین حیض اَور پورے کرے۔

مسئلہ : طلاق کی عدت اُس عورت پر ہے جس کو صحبت کے بعد طلاق ملی ہو یا صحبت تو اَبھی نہیں ہوئی مگر میاں بیوی میں خلوت ہو چکی ہو پھر وہ خلوت صحیح ہو یا صحیح نہ ہو بہرحال عدت بیٹھنا واجب ہے۔ اَور اَگر اَبھی بالکل کسی قسم کی تنہائی و خلوت نہ ہونے پائی تھی کہ طلاق مل گئی تو ایسی عورت پر عدت نہیں ہے۔

مسئلہ : مرد نے ایک طلاقِ بائن دے دی یا تین طلاقیں دے دی اَور جس گھر میں عدت بیٹھی ہے اُسی میں وہ بھی رہتا ہے تو خوب اچھی طرح پردہ کرکے رہے۔

مسئلہ : طلاق کی عدت کے اَندر کھانا کپڑا شوہر کے ذمہ واجب ہے۔

مسئلہ : اگر نکاح عورت ہی کی وجہ سے ٹوٹا ہے جیسے سوتیلے لڑکے سے تعلق بنالیا یا جوانی کی خواہش سے فقط ہاتھ لگایا کچھ اَور نہیں ہوا اِس لیے مرد نے طلاق دے دی یا عورت لا دین کافر ہوگئی اِسلام سے پھر گئی اِس لیے نکاح توڑ دیا گیا تو اِن سب صورتوں میں عدت کے اَندر اِس کو روٹی کپڑا نہ ملے گا البتہ رہنے کا گھر ملے گا۔ ہاں اگر وہ خود ہی چلی جائے تو اَور بات ہے پھر نہ دیا جائے گا۔

مسئلہ : کسی نے اپنی عورت کو طلاقِ بائن یا تین طلاقیں دیں پھر عدت کے اَندر غلط فہمی میں اُس سے صحبت کرلی تو اَب اِس غلط فہمی کی صحبت کی وجہ سے نئے سرے سے عدت واجب ہوگئی۔ اَب نئے سرے سے تین حیض اَور پورے کرے۔

اَور اگر تین طلاقوں کے بعد یہ جانتے ہوئے کہ عورت اِس کے لیے حلال نہیں اِس سے صحبت کرے گا تو یہ زنا ہوگا اَور اِس سے عدت نئے سرے سے شروع کرنا واجب نہیں ہوگا بلکہ سابقہ عدت کو حسبِ معمول پورا کرلے۔

مسئلہ : غیر عورت کو اپنی بیوی سمجھ کر اُس سے غلط فہمی میں صحبت کرلی پھر معلوم ہوا کہ یہ بیوی نہ تھی تو اُس عورت کو بھی عدت بیٹھنا ہوگا (اگر شادی شدہ تھی تو اپنے شوہر کے گھر میں بیٹھے) جب تک عدت ختم نہ ہو چکے تب تک اپنے شوہر کو بھی صحبت نہ کرنے دے، نہیں تو دونوں پر گناہ ہوگا۔ اِس کی عدت بھی تین حیض ہیں۔ اگر اُسی دِن حمل ٹھہر گیا تو بچہ ہونے تک انتظار کرے اَور عدت بیٹھے۔ یہ بچہ حرامی نہیں اِس کا نسب ٹھیک ہے جس نے غلط فہمی سے صحبت کی ہے اُس کا بچہ ہے۔

موت کی عدت :

مسئلہ : کسی کا شوہر مرگیا تو وہ چار مہینے اَور دس تک عدت بیٹھے۔شوہر کے مرتے وقت جس گھر میں رہا کرتی تھی اُسی گھر میں رہنا چاہیے باہر نکلنا درست نہیں البتہ اگر کوئی غریب عورت ہے جس کے پاس گزارہ کے موافق خرچ نہیں اُس نے کھانا پکانے وغیرہ کی نوکری کر لی تو اُس کو باہر جانا اَور نکلنا درست ہے لیکن رات کو اپنی ہی گھر میں رہا کرے چاہے صحبت ہو چکی ہو یا نہ ہوئی ہو اَور چاہے کسی قسم کی خلوت ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو چاہے حیض آتا ہو یا نہ آتا ہو سب کا ایک حکم ہے۔ البتہ اگر وہ عورت حمل سے تھی اِس حالت میں شوہر مرا تو بچہ پیدا ہونے تک عدت بیٹھے۔ اَب مہینوں کا کچھ اعتبار نہیں۔ اگر مرنے سے دو چار گھڑی بعد بچہ پیدا ہو گیا تب بھی عدت ختم ہو گئی۔

مسئلہ : گھر بھر میں جہاں جی چاہے رہے۔

مسئلہ : اگر کسی کا شوہر چاند کی پہلی تاریخ میں مرا اَور عورت کو حمل نہیں تو چاند کے حساب سے چار مہینے دس دِن پورے کرے اَور اگر پہلی تاریخ کو نہیں مرا ہے تو ہر مہینے تیس تیس دِن لگا کر چار مہینے دس دِن پورے کرنے چاہئیں۔ اَور طلاق کی عدت کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر حیض نہیں آتا نہ حمل ہے اَور چاند کی پہلی تاریخ کو طلاق مل گئی تو چاند کے حساب سے تین مہینے پورے کرنے چاہئیں اُنتیس کا چاند ہو یا تیس کا اَور اگر پہلی تاریخ کو طلاق نہیں ملی ہے تو ہر مہینے تیس دِن لگا کر تین مہینے پورے کرے۔

مسئلہ : کسی نے نکاحِ فاسد کیا تھا جیسے گواہوں کے بغیر نکاح کر لیا یا بہنوئی سے نکاح ہو گیا اَور اُس کی بہن بھی اَبھی تک اِس کے نکاح میں ہے پھر وہ شوہر مر گیا تو وہ عورت جس کا نکاح فاسد ہوا مرد کے مرنے سے چار مہینے دس دِن عدت نہ بیٹھے بلکہ تین حیض تک عدت بیٹھے، حیض نہ آتا ہو تو تین مہینے اَور حمل سے ہو تو بچہ ہونے تک بیٹھے۔

مسئلہ : کسی نے اپنی بیماری میں طلاقِ بائن دے دی اَور طلاق کی عدت اَبھی پوری نہ ہونے پائی تھی کہ وہ مرگیا تو دیکھو طلاق کی عدت بیٹھنے میں زیادہ دن لگیں گے یا موت کی عدت پوری کرنے میں۔ جس عدت میں زیادہ دِن لگیں گے وہ عدت پوری کرے۔ اَور اگر بیماری میں طلاقِ رَجعی دی ہے اَور اَبھی طلاق کی عدت نہ گزری تھی کہ شوہر مر گیا تو اِس عورت پر وفات کی عدت لازم ہے۔

مسئلہ : کسی کا شوہر مرگیا مگر اُس کو خبر نہیں ملی۔ چار مہینے دس دن گزر چکنے کے بعد خبر آئی تو اُس کی عدت پوری ہو چکی جب سے خبر ملی ہے تب سے عدت بیٹھنا ضروری نہیں۔ اِسی طرح اگر شوہر نے طلاق دے دی مگر اِس کو معلوم نہ ہوا بہت دنوں کے بعد خبر ملی جتنی عدت اُس کے ذمہ تھی وہ خبر ملنے سے پہلے ہی گزر چکی تو اِس کی عدت بھی پوری ہوگئی اَب عدت بیٹھنا واجب نہیں۔

مسئلہ : کسی کام کے لیے گھر سے باہر کہیں گئی تھی یا اپنی پڑوسن کے گھر گئی تھی اِتنے میں اُس کا شوہر مرگیا۔ اَب فوراً وہاں سے چلی آئے اَور جس گھر میں رہتی تھی وہیں رہے۔

مسئلہ : مرنے کی عدت میں عورت کو روٹی کپڑا نہ دِلایا جائے گا اپنے پاس سے خرچ کرے۔

سوگ کرنے کا بیان :

مسئلہ : جس عورت کو طلاقِ رجعی ملی ہو اُس کی عدت تو فقط یہی ہے کہ اِتنی مدت تک گھر سے باہر نہ نکلے نہ کسی اَور مرد سے نکاح کرے۔ اِس کو بناؤ سنگھار وغیرہ درست ہے۔

مسئلہ : جس کو تین طلاقیں مل گئیں یا ایک طلاقِ بائن ملی یا اَور کسی طرح سے نکاح ٹوٹ گیا یا مرد مرگیا اِن سب صورتوں کا حکم یہ ہے کہ عورت جب تک عدت میں رہے تب تک نہ تو گھر سے باہر نکلے نہ اپنا دُوسرا نکاح کرے نہ کچھ بناؤ سنگھار کرے، یہ سب باتیں اِس پر حرام ہیں۔ اِس سنگھار نہ کرنے اَور سادہ رہنے رہنے کو ''سوگ'' کہتے ہیں۔

مسئلہ : جب تک عدت ختم نہ ہو تب تک خوشبو لگانا، زیور پہننا، پھول پہننا، سرمہ لگانا، پان کھا کر منہ لال کرنا، مسی ملنا، سر میں تیل ڈالنا، کنگھی کرنا، مہندی لگانا، اچھے کپڑے پہننا، ریشمی اَور رَنگے ہوئے بہادار کپڑے پہننا، یہ سب باتیں حرام ہیں۔

مسئلہ : سر میں درد ہونے کی وجہ سے تیل ڈالنے کی ضرورت پڑے تو جس میں خوشبو نہ ہو وہ تیل ڈالنا درست ہے۔ اِسی طرح دوا کے لیے سرمہ لگانا بھی ضرورت کے وقت درست ہے لیکن رات کو لگائے اَور دِن کو صاف کر ڈالے اَور سر ملنا اَور نہانا بھی درست ہے ضرورت کے وقت کنگھی کرنا بھی درست ہے جیسے کسی نے سر ملا یا جوں پڑ گئی تو کنگھی کر سکتی ہے اَور جس وقت موٹی کنگھی سے ضرورت پوری ہو سکتی ہے باریک کنگھی نہ کرے کیونکہ باریک کنگھی سے خوبصورتی پیدا ہوتی ہے اَور اگر باریک کنگھی کی ضرورت ہو تو زینت کے مقصود

نہ ہونے کے سبب جائز ہوگی۔

مسئلہ : سوگ کرنا اُس عورت پر واجب ہے جو بالغ ہو، نابالغ لڑکی پر واجب نہیں۔ البتہ گھر سے باہر نکلنا اَور دُوسرا نکاح کرنا اِس کو بھی درست نہیں۔

مسئلہ : جس کا نکاح فاسد ہوا تھا وہ توڑ دیا گیا یا مرد مر گیا تو ایسی عورت پر بھی سوگ کرنا واجب نہیں۔

مسئلہ : شوہر کے علاوہ کسی اَور کے مرنے پر سوگ کرنا درست نہیں۔ البتہ اگر شوہر منع نہ کرے تو اپنے عزیز اَور رشتہ داروں کے مرنے پر بھی تین دِن تک بناؤ سنگھار چھوڑ دینا درست ہے اِس سے زیادہ بالکل حرام ہے اَور اگر منع کرے تو تین دِن بھی نہ چھوڑے۔

عدت کے چند مسائل :

مسئلہ : معتدہ اگر بیمار ہوجائے تو اگر حال بتا کر اُس کے لیے دوائی لائی جاسکتی ہو تو ایسے ہی کیا جائے اَور اگر بیماری شدید ہو اَور طبیب کو گھر پر بُلایا جاسکتا ہو تو بُلا لیا جائے اَور اگر ہسپتال لے جانا ضروری ہو تو ایسی مجبوری میں گھر سے نکلنا جائز ہے۔ اگر بیماری کی وجہ سے ہسپتال میں رہنا پڑے تو یہ بھی جائز ہے۔

مسئلہ : کسی نے نکاحِ فاسد کرلیا جیسے کسی عورت سے نکاح کیا تھا پھر معلوم ہوا کہ اُس کا شوہر اَبھی زندہ ہے اَور اُس نے طلاق نہیں دی یا معلوم ہوا کہ اِس مرد و عورت نے بچپن میں ایک عورت کا دُودھ پیا ہے۔ اِس کا حکم یہ ہے کہ اگر مرد نے اِس سے صحبت کرلی پھر حال معلوم ہونے کے بعد جدائی ہوگئی تو بھی عدت بیٹھنا ہوگا۔ جس وقت مرد نے توبہ کر کے جدائی اختیار کی اَور عورت کو کہا کہ میں نے تجھ کو چھوڑا یا طلاق دی اُس وقت سے عدت شروع ہوگئی اَور اگر اَبھی صحبت نہ ہونے پائی ہو تو عدت واجب نہیں بلکہ ایسی عورت سے صحیح خلوت بھی ہوچکی ہو تب بھی عدت واجب نہیں، عدت جب ہی ہے کہ جب صحبت ہوچکی ہو۔

مسئلہ : طلاق یافتہ عورت کی عدت حیض کے حساب سے شروع ہوئی مگر تین حیض مکمل ہونے سے پہلے مثلاً دو حیض آچکنے کے بعد حیض آنا بند ہوگئے تو اِس میں یہ تفصیل ہے :

(ا) اگر عورت سنِ ایاس (یعنی پچپن سال) کے لگ بھگ کو پہنچ چکی ہے تو نئے سرے سے مہینوں کے حساب سے عدت پوری کرے۔ مگر چونکہ ایاس کا حکم اِنقطاعِ حیض کے چھ ماہ کے بعد ہوتا ہے لٰہذا چھ ماہ کے

بعد مزید تین ماہ عدت کے ہوں گے۔

(۲) اگر سنِ ایاس لے لگ بھگ کو نہیں پہنچے تو تیسرے حیض کا انتظار کر۔ اگر کوئی بیماری ہو تو اس کا علاج کرائے۔ اگر علاج کرنے سے بھی حیض جاری نہ ہوں تو بوقت ضرورت اگر کوئی مالکی قاضی علاقے میں ہیں تو اس سے ایک سال کی عدت کا فیصلہ حاصل کیا جائے اَور اگر وہ میسر نہ ہو اَور شدید ضرورت ہو تو عدالت کے فیصلے کے بغیر بھی ایک سال کی عدت کا فتوی دیا جا سکتا ہے۔

مسئلہ : معدہ طلاق کے پیٹ میں اگر بچہ سوکھ گیا ہو تو دویا آپریشن کے ذریعے رحم کی صفائی کرائی جائے۔ اگر بچہ کا کوئی عضو بن چکا ہو مثلاً ہاتھ پاؤں یا انگلی وغیرہ تو اس صفائی یا اسقاط سے عدت ختم ہوگئی۔ معدہ موت کا بھی یہی حکم ہے۔ اگر کوئی عضو نہ بنا ہو تو معدہ طلاق تین حیض شمار کرے۔ اگر اسقاط اَور صفائی کے بعد کم از کم تین روز خون آئے تو وہ بھی حیض شمار ہوگا۔ معدہ وفات چار ماہ دس دِن پورے کرے۔

مسئلہ : معدہ طلاق یا معدہ موت عدت جلد ختم کرنے کی خاطر اگر اپنا حمل ساقط کرادے تو اگر بچہ کا کوئی عضو بن چکا ہو تو عدت ختم ہو جائے گی اَور اگر نہ بنا ہو تو معدہ طلاق ین حیض پورے کرے اَور معدہ وفات شوہر کی موت کے وقت سے چار مہینے دس دِن پورے کرے۔

تنبیہ : حمل پر چار ماہ گزارنے کے بعد اِس کا اسقاط بالکل جائز نہیں کیوں کہ چار ماہ پورے ہونے پر بچہ میں روح میں پھونک جاتی ہے اَور اُس وقت اسقاط کرانا بچہ کو قتل کرنا ہے۔ چار ماہ سے پہلے بھی چونکہ عدت پوری کرنے میں کوئی مجبوری نہیں لہٰذا اسقاط جائز نہیں ہے۔

مسئلہ : شوہر بیوی کے ساتھ سفر میں گیا پھر راستے میں کسی شہر میں کسی غرض سے جانا مقصود تھا اُس شہر میں شوہر کی وفات ہوگئی تو

ا۔ اگر شوہر کا گھر مسافت سفر یا اِس سے زیادہ پر ہو تو اگر اُس شہر میں جہاں شوہر کی وفات ہوئی ہے عورت کے لیے عدت گزارنے کی کوئی صورت ممکن ہو تو وہیں عدت گزارے اَور اگر اُس کی کوئی صورت ممکن نہ ہو تو شوہر کے گھر میں واپس آکر عدت پوری کرے۔

نام کتاب : امامِ لاہوریؒ کے رسائل

ترتیب : مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب

صفحات : ۳۳۶

سائز : ۲۳×۳۶/۱۶

ناشر : القاسم اکیڈمی جامعہ ابوہریرہؓ خالق آباد نوشہرہ

قیمت : درج نہیں

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں اللہ تعالیٰ نے آپ سے دینِ متین کی خدمت کا وہ عظیم کام لیا ہے جس کا ایک جماعت سے بھی تصور نہیں کیا جا سکتا، جہاں آپ نے اہلِ علم کے لیے قرآن کریم کا رواں ترجمہ اُور خلاصۂ تفسیر تحریر فرمایا وہیں آپ نے عوام الناس کی اصلاح کی غرض سے مختلف عنوانات سے بہت سے قیمتی رسائل تحریر فرمائے۔

زیر تبصرہ کتاب ''امامِ لاہوریؒ کے رسائل'' میں حضرت لاہوریؒ کے بیس رسائل کو شائع کیا گیا ہے، پہلے یہ رسالے صدیقی ٹرسٹ کراچی سے شائع ہوئے تھے اَب اُن کی اجازت سے مولانا عبدالقیوم حقانی زیدمجدہم نے اِن رسائل کو خوبصورت اَنداز میں عمدہ کاغذ پر شائع کیا ہے، قارئین کو اِن سے ضرور استفادہ کرنا چاہیے۔

نام کتاب : زینُ المحافل (جلد دوم)

افادات : حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم

صفحات : ۵۲۶

سائز : ۲۰×۲۶/۸

ناشر : مؤتمر المصنفین، جامعہ دارالعلوم حقانیہ اَکوڑہ خٹک

قیمت : درج نہیں

حضور اکرم ﷺ کے عادات واَطوار کیسے تھے آپ کے اخلاق و خصائل کیسے تھے، آپ کا لباس و پوشاک اَور آپ کا سونا جاگنا، کھانا پینا، بولنا چالنا، اُٹھنا بیٹھنا، چلنا پھرنا یہ سب کام کیسے ہوتے تھے، اِن سب کو بیان کرنے کے لیے حضرت امام ترمذیؒ نے ایک کتاب ''شمائل'' کے نام سے لکھی تھی جو ''شمائلِ ترمذی'' کے نام سے معروف ومشہور ہے، اَکابرِ علماء ہر دور میں اِس کی شروحات لکھتے رہے ہیں۔ اُردو میں اِس کی ایک بہترین شرح حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ نے ''خصائلِ نبوی'' کے نام سے تحریر فرمائی تھی۔

اِس وقت ہمارے پیش نظر کتاب ''زینُ المحافل'' بھی اِسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ یہ کتاب دراصل افادات ہیں حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم کے جو آپ نے شمائلِ ترمذی پڑھاتے وقت بیان فرمائے تھے اُن اِفادات کو آپ کے لائق شاگرد مولانا اِصلاح الدین صاحب حقانی نے جمع کر کے ترتیب دیا اَور اِن پر حاشیہ اور تخریج کا کام مولانا مفتی مختار اللہ صاحب حقانی نے کیا، اِس طرح یہ افادات شمائلِ ترمذی کی ایک بہترین شرح کی شکل میں آگئے جن سے علماء وعوام اپنے اپنے ذوق کے مطابق فائدہ اُٹھا سکتے ہیں۔

نام کتاب : مولانا سید احمد حسن محدث اَمروہویؒ (اَحول وآثار)

تصنیف : پروفیسر ڈاکٹر سید وقار احمد رضوی

صفحات : ۶۶۴

سائز : ۲۳×۳۶/۱۶

ناشر : مکتبہ رشیدیہ نزد مقدس مسجد اُردو بازار کراچی

قیمت : درج نہیں

زیرِ تبصرہ کتاب سید العلماء حضرت مولانا سیّد احمد حسن محدث امروہویؒ کی تفصیلی سوانح عمری ہے جو آپ کے پوتے ڈاکٹر سید وقار احمد صاحب نے نہایت جانفشانی کے ساتھ ترتیب دی ہے، حضرت مولانا سید احمد حسن صاحبؒ قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے اُن تین تلامذہ میں سے ہیں جو حضرت نانوتویؒ کے اِنتہائی محبوب و معتمد اَور قابلِ فخر تلامذہ تھے۔

آپ نے مختلف مقامات پر تحصیلِ علم کے بعد حضرت نانوتویؒ کی خدمت میں علمِ حدیث اَور دُوسرے علوم و فنون کی تکمیل کر کے ۱۲۹۴ھ میں فراغت حاصل کی، آپ کو سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ سے چاروں سلسلوں میں اجازتِ بیعت بھی حاصل تھی۔ مختلف مقامات پر آپ کا فیض پھیلا، آخر میں آپ نے اپنے وطن امروہہ میں اپنی علمی دینی ملکی و ملی سرگرمیاں جاری کیں اَور تاحیات پھر آپ وہیں پر رہے۔

حضرت مولانا سید احمد حسن صاحبؒ کی شخصیت، آپ کا فیضانِ علمی اَور آپ کے تفصیلی حالات جاننے کے لیے آپ کے لائق حفید کی لکھی ہوئی کتاب نہایت مفید ہے۔ تاریخ و تذکرہ سے تعلق رکھنے والے حضرات اِس سے کماحقہ فائدہ اُٹھا سکتے ہیں۔

نام کتاب : کاروانِ جنت

تصنیف : حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحبؒ

صفحات : ۳۳۶

سائز : ۲۳×۳۶/۱۶

ناشر : اِدارہ تالیفاتِ اشرفیہ چوک فوارہ ملتان

قیمت : درج نہیں

''کاروانِ جنت'' میں چند ایسے جلیل القدر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا مبارک تذکرہ ہے جن کے بارے میں فرداً فرداً جنتی ہونے کی بشارت دی گئی ہے، یہ کتاب حضرت مولانا عبداللہ صاحبؒ کی تصنیف ہے

آپ علامہ افغانی مرحوم کے شاگرد اَور حضرت لاہوریؒ کے متوسل تھے۔آپ نے یہ کتاب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے عقیدت و محبت پیدا کرنے اَور اُن کے نقشِ پا پر چلنے کے حوالے سے تحریر فرمائی تھی۔

پہلے بھی یہ کتاب اِدارہ تالیفاتِ اشرفیہ ملتان سے چھپی تھی اَب دوبارہ وہیں سے جدید اَنداز میں مزید دورسائل کے اضافہ کے ساتھ چھپی ہے،ایک رسالہ تو ''صحابۂ کرام اَور اُن پر تنقید'' کے عنوان سے ہے جو خود مصنف ہی کا ہے دُوسرا رسالہ ''تنقید اَور حقِ تنقید'' ہے جو شہیدِ اِسلام حضرت مولانا محمد یوسف لُدھیانویؒ کا تحریر کردہ ہے۔کتاب کا ڈسٹ کور نہایت نفیس اَور کتابت و طباعت نیز کاغذ بہت عمدہ ہیں۔صحابۂ کرامؓ سے محبت و مودّت رکھنے والوں کو اِس کا ضرور مطالعہ کرنا چاہیے۔

۞

نام کتاب : یادگار ملاقاتیں

مرتب : مولانا محمد اسحٰق صاحب

صفحات : ۴۸۰

سائز : ۲۳×۳۶/۱۶

ناشر : ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان

قیمت : درج نہیں

مولانا محمد اسحٰق صاحب زید مجدہم مدیر اِدارہ تالیفاتِ اشرفیہ نے اپنے اِدارہ میں اشاعت کا ایک یادگار سلسلہ قائم فرمایا ہے جس کی چار کڑیاں ہیں:(۱) یادگاریں باتیں (۲) یادگار ملاقاتیں (۳) یادگار تحریریں (۴) یادگار واقعات۔ زیرِ تبصرہ کتاب اِسی سلسلہ کی دُوسری کڑی ہے اِس کتاب میں تاریخِ اسلام سے منتخب انبیاء علیہم السلام ،صحابہ کرام، تابعین و تبع تابعین حضرات فقہاء و محدثین اَور اَکابر اَولیاء اللہ کی یادگار ملاقاتیں نیز اَربابِ اقتدار کی صلحائے اُمت سے اَور صلحائے اُمت کی اَربابِ اقتدار سے ملاقاتیں اِنتہائی دل نشیں اَنداز میں ذکر کی گئیں ہیں۔کتاب دلچسپ ہونے کے ساتھ ساتھ طباعت کے عمدہ معیار کے ساتھ شائع کی گئی ہے، قارئین اِس سے ضرور استفادہ فرمائیں۔

۞ ۞ ۞

اَخبارالجامعہ

﴿ جامعہ مدنیہ جدید محمد آباد رائیونڈ روڈ لاہور ﴾

سفرنامہ جنوبی پنجاب : (بقلم خدا بخش، متعلم جامعہ مدنیہ جدید)

شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب کے ہمراہ ١١/ مارچ کی صبح رائیونڈ سے بذریعہ شالیمار ٹرین آٹھ بجے صادق کے لیے روانگی ہوئی۔ ڈھائی بجے بہاولپور پہنچے جہاں جامعہ کے طلباء سیف اللہ اَور محمد شہزاد موجود تھے اُن کے ساتھ مولانا حسین صاحب کے بھائی بھی ہمراہ تھے۔ بعد اَزاں بخیریت پانچ بجے صادق آباد پہنچے۔ اسٹیشن پر بھائی حافظ محمد سلیمان سومرو، مولانا سیف اللہ خالد صاحب، مفتی عبدالحمید صاحب، بھائی وزیر احمد، رئیس امان اللہ صاحب چاچڑ S.T موجود تھے۔

عصر کی نماز پاک گرامر ہائی سکول پہنچ کر اَدا کی۔ نماز کے بعد محترم سید محبوب احمد صاحب پرنسپل پاک گرامر سکول سے نشست ہوئی مغرب کی نماز کے بعد سکول کے اَساتذہ بھی تشریف لائے جنہوں نے حضرت سے خوب استفادہ کیا۔ نمازِ عشاء کے بعد سید صاحب کی قیام گاہ پر کھانا کھایا۔

جلسہ گاہ روانہ ہوتے ہوئے کرنل نزیر احمد صاحب چاچڑ کے گھر دُعا کے لیے تشریف لے گئے۔ جلسہ گاہ میں تقریبًا گیارہ بجے پہنچے۔ حضرت بیان کے لیے سٹیج پر تشریف لائے ہی تھے کہ مفتی راشد صاحب مدنی مبلغ رحیم یار خان عالمی مجلس ختمِ نبوت نے دردناک خبر دی کہ حضرت مفتی سعید احمد صاحب جلال پوری رحمہ اللہ کو بیٹے اَور ساتھیوں سمیت کراچی میں شہید کر دیا گیا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ . حضرت بہت غمگین ہوئے۔ حضرت نے درد بھرا اَور ناصحانہ بیان فرمایا کہ ہم اُس وقت تک غالب نہیں آسکتے جب تک ہم ایک نہ ہو جائیں ہمیں اپنے عیوب پر نظر کرنی چاہیے اَور اپنی نیت کی تصحیح ضروری ہے خصوصًا علماء اَور دینی طلباء کو اَشد ضرورت ہے۔ جلسہ سے فراغت کے بعد ساڑھے بارہ بجے بندورعباسیاں پہنچے۔ بھائی محمد ساون اَور ماموں محمد سچل اِنتظار میں تھے۔

اگلی صبح آٹھ بجے حضرت صاحب جامع مسجد بندورعباسیاں میں تشریف لے گئے بیان میں حضرت

نے فرمایا کہ ہم سب پردیسی ہیں اِس دُنیا میں جنت سے آئے ہیں اَور جنت ہی جانا ہے لیکن نہ آنے کا راستہ معلوم اَور نہ ہی جانے کا راستہ معلوم ہے وہ راستہ ہمیں انبیاء نے بتلایا، ہم خوش قسمت ہیں کہ ہم حضرت محمد ﷺ کے اُمتی ہیں اَور آج بھی ہر گھر میں قرآن کی شکل میں حضور ﷺ موجود ہیں۔ہمیں چاہیے کہ قرآن اَور اہلِ قرآن والوں اَور علماءِ حق سے جڑ جائیں یہ فتنوں کا دور ہے اَور اہلِ حق سے تعلق لازمی ہے یہی ہماری نجات کا ذریعہ ہے۔مولانا عبدالصبو صاحب کے صاحبزادے حافظ ابوبکر نے قرآن مکمل کیا تھا۔مولانا نے حضرت سے عرض کیا کہ بچے کے سر پر دستار اپنے دستِ مبارک سے باندھیں۔حضرت نے فرمایا کہ ہمارے اَکابر کا یہ طرز رہا ہے کہ وہ بچے کو حفظ کرنے پر اِنعام و اکرام دیتے تھے۔درسِ نظامی مکمل کرنے پر دستارِ فضیلت ہوتی ہے۔تو ہم آپ کو یہ دستار بطورِ امانت دیتے ہیں یہ امانت ہے اللہ آپ کو عالم بنائے پھر ہم آپ کو دستارِ فضیلت عطا کریں گے۔ بیان کے بعد ناشتہ کیا اَور بعد اَزاں ماموں محمد سچل سومرو، بھائی محمد رمضان سومرو، حاجی محمد اصغر عباسی صاحب حضرت صاحب سے بیعت ہوئے۔حضرت نے چھوٹے بچوں کو نورانی قاعدہ کا پہلا سبق پڑھایا اَور دُعا فرمائی۔

ساڑھے دس بجے بذریعہ کار روانہ ہو کر ساڑھے بارہ بجے خان پور کٹورا پہنچے۔خان پور میں مولانا عبدالجلیل صاحب استقبال کے لیے موجود تھے، بعد اَزاں حضرت مولانا عبدالسمیع صاحب مدظلہ کے گھر آئے حضرت نے جمعہ جامعہ مخزن العلوم میں پڑھایا۔ جمعہ کے بعد واپس مولانا عبدالسمیع صاحب کے گھر تشریف لائے ۔ تناول ماحضر کے بعد بھائی محمد سلمان، حاجی اصغر، ناظم حسین خانپور سے واپس صادق آباد روانہ ہوئے۔حضرت مولانا محمد قاسم صاحب دین پوری مدظلہ تشریف لے آئے حالاتِ حاضرہ پر باہم گفتگو ہوتی رہی حضرت نے فرمایا: دیوبندیت کو چاہیے کہ کم اَز کم سیاسی پلیٹ فارم پر جمع ہو جائے ہر جماعت اپنے مشن کو جاری رکھے لیکن ایک اپنا سیاسی امیر منتخب کرلیں اِس سے دیوبندیت کی قوت مستحکم ہوگی یہ وقت کی اہم ضرورت ہے۔

حضرت رات سوا سات بجے شالیمار ریل کے ذریعہ خانپور سے بہاولپور کے لیے روانہ ہوئے سوا نو بجے بہاولپور پہنچے۔اسٹیشن پر جامعہ مدنیہ جدید کے اُستاد مولانا محمد حسین صاحب اَور جامعہ کے طلباء شمیر یز الرحمٰن اور محمد ہارون موجود تھے۔مولانا حسین صاحب کی گاڑی میں اُن کی رہائشگاہ سیٹلائٹ ٹاؤن پہنچے تو مولانا حسین صاحب کے چچا صاحب، خالو صاحب اَور مولانا کے بھائی محمد حسن صاحب ملنے کے لیے تشریف لائے

نیز ختم نبوت کا کام کرنے والے علماء بھی تشریف لاتے رہے۔

صبح کی نماز سیٹلائٹ ٹاؤن کی مرکزی مسجد میں اَدا کی۔نماز کے بعد حضرت کا مختصر اَور جامع بیان ہوا جس میں حدود اللہ اَور ترکہ کے مسائل خاص طور پر لڑکیوں کے حقِ وراثت پر توجہ دلائی۔ واپس آتے ہوئے مولانا کے بھائی کی دُکان پر خیر و برکت کی دُعا کے لیے تشریف لے گئے۔ ساڑھے دس بجے مفتی جمیل الرحمٰن صاحب کے یہاں جامعہ عباسیہ جدید جانا ہوا اَور حضرت مولانا عبدالحفیظ صاحب مکی مدظلہم سے بھی ملاقات ہوئی پھر جامعہ محمودیہ روانگی ہوئی یہاں کے قاری عبدالرحمٰن صاحب حضرت قاری فتح محمد صاحب پانی پتیؒ کے خاص شاگرد ہیں۔ظہر کے وقت جامعہ اسعد بن زرارہ آنا ہوا اَور طلباء سے مختصر بیان کے بعد تناول ماحضر ہوا، سہ پہر چار بجے دارالعلوم مدنیہ جانا ہوا، حضرت مفتی عطاء الرحمٰن صاحب مدظلہم اَور تمام اساتذہ سے نشست ہوئی پھر حضرت کا طلباء سے حدیثِ احسان پر بیان ہوا۔

عصر کی نماز مولانا محمد حسین صاحب کے نسبتی بھائی کی مسجد جامع مسجد حفیظ میں اَدا کی۔نماز کے بعد چند منٹ کے لیے بھائی عبدالوہاب صاحب کے گھر میں خیر و برکت کی دُعا کے لیے تشریف لے گئے۔ اِس کے بعد وکٹوریہ ہسپتال میں بہاولپور کی تبلیغی جماعت کے امیر مولانا اشرف صاحب مدظلہم کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔ بعد اَزاں بھائی عبدالوہاب کے مدرسہ جامعہ فاطمۃ الزہرہ تشریف لے گئے اَور زیرِ تعلیم خواتین سے بیان کیا۔مغرب کی نماز جامع مسجد حاجی اشرف میں اَدا کی یہاں تقریبًا چوبیس برس حضرت مولانا شمس الحق صاحب افغانیؒ امامت و خطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے اَور مولانا یوسف صاحب شہداد پور سندھ والے بھی کافی عرصہ اِس مسجد میں رہے، نماز کے بعد قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ پر حضرت کا بیان ہوا۔

یہاں سے فراغت کے بعد حضرت صاحب نے مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوریؒ کی مسجد کو تواری کی زیارت کی جہاں حضرت سہارنپوریؒ نے دس سال گزارے تھے۔ اِس کے بعد حضرت مولانا عبدالغنی صاحب سے ملاقات کی جو کہ حضرت افغانیؒ کے خادمِ خاص ہیں حضرت افغانیؒ کے تمام درس کو جمع کرنے والے ہیں، اُن کے گھر کو دیکھ کر اپنے اَکابر کی یاد تازہ ہوگئی۔ ہم اُس یادگار کمرے میں بیٹھے جہاں حضرت مولانا اَنور شاہ صاحب کشمیریؒ اَور حضرت مولانا عبدالشکور صاحب چاند پوریؒ اَور بڑے اَکابر تشریف لاتے تھے۔ وہاں سے رُخصت ہوتے ہوئے حضرت صاحب نے فرمایا کہ دُعا فرمائیں تو حضرت مولانا عبدالغنی

صاحب مدظلہ نے فرمایا کہ ہم آمین کہیں گے، حضرت صاحب نے دُعا فرمائی۔

بہاولپور میں سفر کے اَمیر مولانا محمد حسین صاحب تھے اور اُن کے برادرِ نسبتی بھائی عبدالوہاب صاحب ہمراہ رہے۔ لاہور کے لیے واپسی شالیمار ٹرین سے ہوئی، مولانا حسین صاحب بہاولپور سے حضرت کے ساتھ لاہور آئے۔

☆

۲۱؍مارچ کو شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب صفہ ٹرسٹ لاہور کی گیارہویں سالانہ تقسیم اَسناد کی تقریب میں شرکت کے لیے تشریف لے گئے جہاں آپ نے حاضرین سے مختصر بیان فرمایا۔

بقیہ : پولیو کے قطروں کی مہم

یہ سب صہیونی اور مغربی چالیں ہیں جن سے ہمیں ہوشیار رہنا چاہیے۔ اگر کوئی صاحبِ خیر پولیو کے اِن ٹیکوں کا کسی اعلیٰ درجے کی نجی لیبارٹری سے تجزیہ کرا دیں تو عین ممکن ہے کہ دوائی کے اجزاء میں بعض نقصان دہ اجزاء بھی شامل ہوں۔

ہماری حکومتوں میں ذاتی سوچ اَور شعور نہ ہونے کے برابر ہے، وہ تو مغرب کی ہر مہم اَور ہدایت کو تابعداری کا لازمی حصہ سمجھتی ہیں خواہ وہ مہم اَور ہدایت ملک کے لوگوں کے لیے نقصان دہ ہی کیوں نہ ہو؟ عجیب بات ہے بلکہ یہ ہماری حکومتوں کا تضاد ہے کہ ایک طرف وہ اَیڈز سے بچاؤ کا سبب جنسی آوارگی کو قرار دیتی ہیں اَور ہدایت جاری کرتی ہیں کہ ''آپ صرف اپنے شرکِ حیات تک محدود رہیں'' لیکن دُوسری طرف جنسی آوارگی کے ہر راستے کو پوری چمک دَمک کے ساتھ فروغ دیتی ہیں تاکہ لوگ اپنے شریکِ حیات تک محدود نہ رہیں۔ لہٰذا اِس اَمر میں شک کرنے کی کوئی وجہ نہیں کہ ہمارے ملک کی یہ طویل پولیو مہم کہیں کسی سازش کا حصہ تو نہیں ہے؟ آخر پولیو کی اِس مہم کو کہیں ختم بھی ہونا چاہیے۔

☆ ☆ ☆

جامعہ مدنیہ جدید و مسجد حامدؒ

کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیجیے

بانیٔ جامعہ حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمہ اللہ نے جامعہ مدنیہ کی وسیع پیمانے پر ترقی کے لیے محمد آباد موضع پاجیاں (رائیونڈ روڈ لاہور نزد چوک تبلیغی جلسہ گاہ) پر برلبِ سڑک جامعہ اور خانقاہ کے لیے تقریباً چوبیس ایکڑ رقبہ ۱۹۸۱ء میں خرید کیا تھا۔ جہاں الحمد للہ تعلیم اور تعمیر دونوں کام بڑے پیمانہ پر جاری ہیں۔ جامعہ اور مسجد کی تکمیل محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اُس کی طرف سے توفیق عطاء کیے گئے اہلِ خیر حضرات کی دُعاؤں اور تعاون سے ہوگی۔ اِس مبارک کام میں آپ خود بھی خرچ کیجیے اور اپنے عزیز و اقارب کو بھی ترغیب دیجیے۔ ایک اندازے کے مطابق مسجد میں ایک نمازی کی جگہ پر دس ہزار روپے لاگت آئے گی، حسبِ استطاعت زیادہ سے زیادہ نمازیوں کی جگہ بنوا کر صدقۂ جاریہ کا سامان فرمائیں۔

منجانب

سیّد محمود میاں مہتمم جامعہ مدنیہ جدید و اَراکین اور خدام خانقاہِ حامدیہ

خطوط، عطیات اور چیک بھیجنے کے پتے

1۔ سیّد محمود میاں ''جامعہ مدنیہ جدید'' محمد آباد 19 کلومیٹر رائیونڈ روڈ لاہور

فون نمبر : 35330310 - 42 - 92+ - 35330311 - 42 - 92+

2۔ سیّد محمود میاں ''بیت الحمد'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور

فون نمبر : 37726702 - 42 - 92+ فیکس نمبر 37703662 - 42 - 92+

موبائل نمبر 4249301 - 333 - 92+ V فون نمبر : 36152120 - 42 - 92+

جامعہ مدنیہ جدید کا اکاؤنٹ نمبر 0-7915 مسلم کمرشل بینک کریم پارک برانچ (0954) لاہور (آن لائن)

مسجد حامد کا اکاؤنٹ نمبر 1-1046 مسلم کمرشل بینک کریم پارک برانچ (0954) لاہور (آن لائن)